REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3.

جلد ۳۵　　شمارہ ۱۹

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: خورشید احمد انور

نائبین: بشارت احمد حیدر، شکیل احمد طاہر

شرح چندہ
سالانہ ۳۶ روپے
ششماہی ۱۸ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۱۲۰ روپے
فی پرچہ ۷۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN-143516

۲۸ شعبان ۱۳۰۶ھ　　۸ ہجرت ۱۳۶۵ ہش　　۸ مئی ۱۹۸۶ء

Ahmadiyya Markazi Library
Receipt No ...
Date ...
Qadian 143516

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۸ ہجرت (مئی)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارے ہفتہ زیرِ اشاعت کے دوران موصول ہونے والی اطلاع کے مطابق حضور پُرنور لندن میں بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور دینیہ کے سرکرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ الحمد للہ۔ احباب جماعت اپنے پیارے امام ہمام کی صحت وسلامتی اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

● — محترمہ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کی ایک انگلی کی ہڈی سرک گئی ہے جس سے بغل تک درد پھیل گئی تھی اس کا اپریشن ہونے والا تھا احباب سیدہ ممدوحہ کی کامل صحت یابی اور درازی عمر کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

● — محترم صاحبزادہ مرزا نعیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ربوہ میں بیمار ہیں۔ کامل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

● — مقامی طور پر محترم امیر صاحب جماعتِ احمدیہ قادیان مع تمام افرادِ جماعت احمدیہ قادیان خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

جماعت احمدیہ سیرالیون کے ۳۶ ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

دعاؤں اور ذکر الٰہی، اخوت و محبت اور مالی قربانیوں کے روح پرور نظارے

رپورٹ مرتبہ: مکرم مولوی لطیف احمد صاحب شاہد مبلغ سلسلہ۔ فری ٹاؤن

بابرکت "جلسہ سالانہ" کے نام پر ہونے والی اس تقریب کے لئے جماعت ہائے احمدیہ سیرالیون نے فروری ۱۹۸۶ء کی ۷-۸-اور ۹ر تاریخ بمطابق جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار کے دن مقرر کئے۔ اس کی اشاعت کے لئے پوسٹر شائع کئے گئے۔ دعوت نامے تقسیم کئے گئے۔ مبلغین اور جماعتوں کو سرکلر بھجوائے گئے۔ پروگرام طبع کروا کر تقسیم کئے گئے۔ ریڈیو پر اعلان نشر ہوئے۔ جماعت کے اخبار افریقن کریسنٹ کے ذریعہ تشہیر کی گئی۔ جلسہ کی کامیابی کے لئے دعاؤں کی بار بار تحریک کی جاتی رہی۔ اور خصوصی طور پر حضور انور کو خطوط کے ذریعہ دعا کی درخواست کی جاتی رہی۔

ابتدائی انتظامات

ہمارا جلسہ سالانہ جماعتی فیصلہ کے مطابق ہر سال ملک کے دوسرے بڑے اور مرکزی شہر بو (BO) میں ہوتا ہے۔ جہاں مشن ہاؤس، وسیع اور خوبصورت مسجد کے علاوہ جماعت کا بہت بڑا پرائمری اور سیکنڈری سکول ہے۔ اور سکول کا یہ احاطہ جلسہ گاہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب مبلغ بو۔ مکرم ابراہیم مصطفٰے صاحب ایجوکیشن سیکرٹری اور مکرم بشیر احمد صاحب اختر پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول اور جماعت احمدیہ بو کے افراد نے لگاتار کئی روز محنت کر کے مہمانوں کے قیام وطعام اور جلسہ گاہ کی تیاری وغیرہ کے تمام انتظامات مکمل کئے۔ مکرم خلیل احمد صاحب مبشر امیر و مشنری انچارج جماعتِ احمدیہ سیرالیون نے جلسہ سے چند یوم قبل تشریف لا کر جملہ انتظامات کا جائزہ لیکر آخری شکل دی۔

بفضلہ تعالیٰ باوجود اس کے کہ ملک میں غربت عام ہے اور سفر کی سہولتیں بھی نہ ہونے کے برابر ہیں، ملک کے طول وعرض سے کثیر تعداد میں مخلصین جماعت پرائیویٹ اور سپیشل بسوں اور کئی کئی میل کا پیدل سفر کر کے جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے ۷ر فروری کی صبح تک پہنچ گئے۔

جلسہ سالانہ کے باقاعدہ پانچ اجلاسوں کے علاوہ تہجد باجماعت۔ درس و تدریس، مستورات کے الگ اجلاس۔ احمدیہ سکول کے بچوں کا پروگرام۔ وی سی آر کے ذریعہ جماعتی فلموں کی نمائش۔ مبلغین اور دیگر تنظیموں کے عہدیداروں کے ساتھ امیر صاحب کی الگ میٹنگیں بھی جلسہ سالانہ کے پروگرام میں شامل تھیں۔

طبع شدہ پروگرام کے مطابق ۷ر فروری کی صبح نمازِ تہجد خاکسار نے پڑھائی۔ اور مکرم امیر صاحب نے نمازِ فجر پڑھانے کے بعد جملہ مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ بعدہٗ مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب نے سورۃ بقرہ کی ابتدائی آیات کا درس دیا۔ اور مکرم ابراہیم مصطفٰے صاحب نے اپنی ایک مختصر تقریر میں "ایک سچے احمدی کی ذمہ داریوں" کے موضوع پر تقریر کی۔

افتتاحی اجلاس

محترم مولانا خلیل احمد صاحب مبشر امیر و مشنری انچارج سیرالیون کی زیرِ صدارت ٹھیک ساڑھے ۹ بجے تلاوتِ قرآن کریم سے پروگرام کا آغاز ہوا جو مکرم تمیم مصطفٰے صاحب نے کی۔ پھر مکرم عبدالسلام صاحب ظافر پرنسپل مکینتی احمدیہ سکول نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ "یا عین فیض اللہ والعرفان" میں سے چند منتخب اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔ اور عزیز فرحت عمران ابن مولوی فضل الٰہی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی نظم لا الٰہ الا اللہ نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر احباب کو محظوظ کیا۔ بعد ازاں مکرم امیر صاحب نے پون گھنٹہ کے اپنے افتتاحی خطاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عظیم الشان دعویٰ۔ حضورؑ کی تائید میں ظاہر ہونے والے نشان اور جماعت کے درخشندہ مستقبل کا تفصیل سے ذکر کیا۔ اور احباب کو یہ مبارک ایام اللہ اور اس کے رسولؐ کی باتیں سننے اور ذکر و اذکار میں گزارنے کی اپیل کی۔ اور اس کے بعد آپ نے ایک لمبی پرسوز اجتماعی دعا کروائی۔ اور اس کے بعد آپ کی صدارت میں اجلاس کی باقی کارروائی شروع ہوئی۔

چونکہ حضور انور ایدہ اللہ کی طرف سے ... کوئی پیغام نہ پہنچ سکا تھا اس لئے جو اہم پیغام

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش: عبدالرحیم و عبدالرؤف مالکان حمید ساری مارٹ۔ صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۸ ہجرت ۱۳۶۵ ہش

بہانہ مُلاقات کا

اِنسان فطرتی طور پر کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ بھول چوک۔ خطاء و نسیان گویا اُس کا خمیر ہے جس سے وہ گوندھا گیا ہے۔ خود قرآنِ حکیم نے اس حقیقت کو یُوں بیان فرمایا ہے کہ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا (نساء: ۲۹) کمزور انسان سوچتا ہے کہ پھر پاکیزہ زندگی کیونکر حاصل ہو سکتی ہے۔ خدائے قدّوس سے کیسے تعلق اُستوار ہو سکتا ہے، نجات کی کیا صُورت ہو سکتی ہے اور خدا کی رضا کی جنت میں عیشۃٍ راضیۃٍ کا سُہانا خواب کیسے شرمندۂ تعبیر ہو سکتا ہے ـــ!!

لیکن بشارت ہو انسان ضعیف البنیان کے لئے کہ خدائے ودود و رؤف نے اس کی زندگی کے سفر میں قدم قدم پر مغفرت اور رحمت کے نشان نصب کر رکھے ہیں۔ منزل منزل پر گندی زیست سے پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے مصفّیٰ چشمے جاری کر رکھے ہیں۔ ہر موڑ پر اندرونی اور بیرونی راہبر کھڑے کر دیئے ہیں۔ جو راہِ راست سے انحراف کرنے والوں کو خبردار، ہوشیار کرتے رہتے ہیں۔ پر شرط یہ ہے کہ ضمیر بیدار ہو، دل کی آنکھیں کھُلی ہوں۔ اور گوشِ ہوش ہر انتباہ کو سُننے کی صلاحیت رکھتے ہوں ـــ!!

اب دیکھئے! رحمتِ باری نے کس قدر رحمت کے سامان کر رکھے ہیں:۔

٭۔ ہر مسلمان پر دن میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ ہر دو نمازوں کے دوران جو صغائر گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں وہ ساتھ کے ساتھ دُھلتے رہتے ہیں۔ پاکوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خوب مثال دیکر سمجھایا ہے کہ کسی کے گھر کے سامنے ایک نہر چل رہی ہو وہ دن میں پانچ مرتبہ نہاتا ہو تو بتاؤ کیا اُس کے جسم پر کوئی میل رہ سکتی ہے؟

٭۔ پھر ہفتہ میں ایک دن جمعہ کی خُصوصی عبادت مقرر فرمائی جس کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ۔ یعنی ہفتہ بھر کے گناہ، نمازِ جمعہ کی ادائیگی سے معاف ہو جاتے ہیں ـــ!

٭۔ سال بھر میں ایک مہینہ ایسا بھی آتا ہے جس کا پہلا عشرہ رحمت کا، دوسرا عشرہ مغفرت کا اور تیسرا عشرہ آگ کے عذاب سے نجات کا موجب ہے ـــ یعنی رمضان المبارک۔ اس مہینے کی برکات تو بے شمار ہیں۔ لیکن اُن کا خلاصہ یہ ہے کہ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (صحیح بخاری) کہ دوران سال کے تمام گناہ ہر اس شخص کے معاف کر دیئے جاتے ہیں جو ایمان اور ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے رمضان کے روزے اور دیگر نفلی عبادات کو پُورے ذوق اور شوق سے بجالاتا ہے۔

صحیح مُسلم کی ایک حدیث قدسی میں ہے کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّيَامَ کہ ہر عمل انسان کا اپنے لئے ہے۔ کیونکہ نماز۔ زکوٰۃ۔ حج وغیرہ ایسی عبادات ہیں جو دوسروں کو بھی نظر آتی ہیں۔ اور ان میں ریاء کا پہلو بھی شامل ہو سکتا ہے۔ لیکن روزہ وہ واحد عبادت ہے جو دُوسروں کو نظر نہیں آتی۔ اس لئے خُدا نے فرمایا فَاِنَّهٗ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ کہ روزہ صرف اور صرف میرے لئے ہے اور مَیں خود اس کی جزاء ہو جاتا ہُوں۔ جس کو خدا مل جائے اُس کے لئے اور کونسی نعمت اور خوشی باقی رہ جاتی ہے ـــ!!

سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ دُعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے۔ چنانچہ خدائے رحمٰن کی طرف سے فَاِنِّیْ قَرِيْبٌ کا مژدہ اور اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ کا پُر لطف وعدہ ماہِ صیام کی برکتوں کے تسلسل میں ہی بیان ہُوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس رمضان المبارک کی برکتوں سے کما حقہٗ متمتع ہونے اور خصوصاً اس ابتلاء کے نازک دَور میں مقبول دُعاؤں کی توفیق عطا فرمائے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:ـــ

"پس یہ رمضان المبارک بہت برکتوں والا مہینہ ہے۔ بہت بر وقت آیا ہے۔ ایک طرف مخالف خوف و ہراس پھیلانے کی کوشش کر رہا ہے۔ دُوسری طرف اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھُل رہے ہیں۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیاری آواز ہمارے کانوں میں گونج رہی ہے کہ جس کی زندگی میں یہ مہینہ داخل ہو جائے گا، اللہ کی رحمت کے دروازے اُس پر کھولتا چلا جائے گا۔ پس اس مہینہ کو اپنی زندگی میں داخل کر لیں۔ خود اس مہینہ میں داخل ہو جائیں۔ کیونکہ اس سے بہتر امن کی اَور کوئی جگہ نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷ رجون ۱۹۸۳ء)

(محمد انعام غوری قائم مقام ایڈیٹر)

رمضان کا مقدّس عہد

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اصلاحِ نفس کا یہ بھی ایک عمدہ اور تجربہ شدہ طریق ہے کہ دوست رمضان کے مہینہ میں اپنی کسی نہ کسی کمزوری کے دُور کرنے کا عہد کیا کریں۔ اس عہد کے متعلق کسی دوسرے شخص پر اظہار کرنے کی ضرورت نہیں (کیونکہ ایسا کرنا خدا تعالیٰ کی ستاری کے خلاف ہوگا) صرف اپنے دل میں خدا کے ساتھ عہد کرنا چاہیئے کہ مَیں آئندہ ایسی فلاں کمزوری سے اجتناب کروں گا۔ اور کمزوری کا انتخاب ہر شخص اپنے حالات کے ماتحت خود کر سکتا ہے۔ مثلاً نمازوں میں سُستی۔ مقامی اُمراء سے عدم تعاون جھُوٹ بولنے کی عادت، کاروبار میں دھوکا دینے کی عادت۔ بُہتان تراشی۔ وعدہ خلافی۔ رشوت ستانی۔ فحش کلامی۔ گالی گلوچ۔ غیبت۔ بدنظری۔ ہمسایوں کے ساتھ بدسلوکی۔ بیوی کے ساتھ بدسلوکی۔ والدین کی خدمت میں غفلت۔ عورتوں کے لئے اپنے خاوندوں سے نشوز۔ بے پردگی۔ بچّوں کی تربیت میں غفلت۔ سگریٹ اور حُقہ نوشی۔ سنیما دیکھنے کی عادت۔ سُودی لین دین وغیرہ وغیرہ۔ سینکڑوں قسم کی کمزوریاں ہیں جن میں ایک شخص مبتلا ہو سکتا ہے۔ اِن میں سے کوئی سی کمزوری اپنے خیال میں رکھ کر دِل میں خُدا کے ساتھ عہد کیا جائے کہ مَیں خُدا کی توفیق سے آئندہ اِس کمزوری سے کُلّی طور پر مجتنب رہوں گا۔ اور پھر اِس مقدس عہد کو مرتے دم تک اِس طرح نباہے کہ اپنی اِس نیکی اور وفاداری سے خُدا تعالیٰ کو راضی کرے یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بتایا ہُوا نسخہ ہے۔ پس اے آزمانے والے یہ نُسخہ بھی آزما!!"

(الفضل ۲۵ ردسمبر ۱۹۶۵ء)

رمضان المبارک ۱۹۸۶ء میں قادیان میں قرآنِ کریم اور حدیث کے درس کا انتظام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حسبِ سابق اِمسال بھی بہ تفصیلِ ذیل مسجد اقصیٰ میں بعد نمازِ عصر قرآن کریم کے درس کا اور بعد نمازِ فجر مسجد مبارک و مسجد اقصیٰ میں حدیث شریف کے درس کا انتظام کیا گیا ہے:ـ

نمبر شمار	اسماء درس دہندگان	تعداد ایام	سورتیں از ابتداء تا اختتام	تاریخ رمضان
۱	مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم	۳	سورۂ فاتحہ تا آل عمران	یکم تا ۳ رمضان
۲	مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل	۳	النساء تا انعام	۴ تا ۶
۳	مکرم مولوی فضل اللہ صاحب قریشی	۳	اعراف تا التوبہ	۷ تا ۹
۴	مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری	۲	یونس تا یوسف	۱۰ تا ۱۱
۵	مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب اختر	۲	رعد تا نحل	۱۲ تا ۱۳
۶	مکرم مولوی عبدالقادر صاحب دہلوی	۳	بنی اسرائیل تا مؤمنون	۱۴ تا ۱۶
۷	مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد	۳	النور تا العنکبوت	۱۷ تا ۱۹
۸	مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب	۴	الروم تا الجاثیہ	۲۰ تا ۲۳
۹	مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر	۳	احقاف تا تحریم	۲۴ تا ۲۶
۱۰	مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم	۳	مُلک تا الناس	۲۷ تا ۲۹

درس الحدیث بعد نمازِ فجر

مسجد مبارک

۱۔ مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد ـ دس یوم ـ یکم تا ۱۰
۲۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب " ۱۱ تا ۲۰
۳۔ مکرم حکیم محمد دین صاحب " ۲۱ تا آخر

مسجد اقصیٰ

۱۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر ـ سات یوم ـ یکم تا ۷
۲۔ مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم " ۸ تا ۱۵
۳۔ مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری " ۱۶ تا ۲۱
۴۔ مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل آٹھ یوم ۲۲ تا آخر

نمازِ تراویح } مسجد مبارک اور مسجد اقصیٰ ہر دو مساجد میں بعد نمازِ عشاء نمازِ تراویح پڑھانے کا انتظام کیا گیا ہے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کے غلبے سے مراد ہر حسن، ہر خوبی، ہر پاکیزگی اور ہر صفتِ باری کو دنیا پر غالب کرنا ہے

جو لوگ ظاہری پھلجھڑیوں کے کھیل دیکھنے کی تمنا رکھتے ہیں یہ کھیل بھی اُن کو ضرور دکھائے جائیں گے اور ضرور شادیانے بجیں گے احمدیت کی فتح کے

اِن ظاہری شادیانوں کے مقابل پر نفسِ مطمئنہ کی فتح کے شادیانے زیادہ غالب اور قوت والے ہوا کرتے ہیں

خدا کرے کہ ہمیں یہ تمام اجر عظیم جو اِس دنیا سے بھی اور اُس دنیا سے بھی تعلق رکھتا ہے اِس ابتلاء کے دور میں ہمیں نصیب ہو جائے۔

...diyya Markazi Library ... Receipt No ... Date ... Qadian 14...

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ روح پرور اور بصیرت افروز خطبہ جمعہ جو حضور انور نے مؤرخہ ۲۱ رامان ۱۳۶۵ ہش (مارچ ۱۹۸۶ء) کو بمقام مسجد فضل لندن ارشاد فرمایا، کیسٹ کی مدد سے احاطۂ تحریر میں لا کر ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے ——— (قائم مقام مدیر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:۔

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ؀ (المائدہ: ۱۰۱) اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ؀ (آل عمران: ۱۲۱) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ؀ (الانفال: ۳۰)

اور پھر فرمایا:۔

جماعت اس زمانے میں جس

عظیم الشان ابتلاء کے دور

سے گزر رہی ہے اور عمداً میں اسے عظیم الشان کہہ رہا ہوں غلطی سے نہیں۔ شاید کسی کو عظیم الشان کی بجائے اس پر دردناک دور کا لفظ کا اطلاق زیادہ مناسب نظر آئے لیکن جب ہم قرآن کریم پر غور کرتے ہیں تو مومنوں پر جتنے بڑے ابتلاء آتے ہیں اُتنے ہی زیادہ وہ عظیم الشان ہوتے ہیں گو درد کے بھی بے شمار پہلو ساتھ لئے ہوئے ہوتے ہیں لیکن ان کی مثال اُن دکھوں کی مثال ایسی ہے جیسے ماں پیدائش کی تکلیف میں سے گزرتی ہے اور پیدائش کی تکلیف تو تھوڑے عرصے کی تکلیف ہوتی ہے اور ماضی میں پیچھے رہ جاتی ہے مگر اگر اسے خدا سعید بخت خوش نصیب بیٹا عطا فرمائے تو ہمیشہ ہمیش کے لئے اس کی سعادتیں مستقبل میں آگے آگے چلتی ہیں وہ اُس بیٹے کی زندگی کے ساتھ بھی ختم نہیں ہو جاتیں بلکہ اُن سعادتوں کو بسا اوقات خدا نافلہ کے ذریعے لمبا کرتا ہے اور پھر نافلہ کی سعادتوں کو اور آگے بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ پس مومن کی زندگی کا ابتلاء بھی کچھ ایسی ہی صورت رکھتا ہے کہ اگرچہ دکھوں کے ایک دور میں سے مومن کو لازماً گزرنا ہوتا ہے لیکن یہ دور بہت ہی عظیم الشان دور ہوتا ہے کیونکہ نہ ختم ہونے والی عظیم الشان سعادتیں اور برکتیں پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔ اس دور میں جہاں تک درد کی مختلف لہروں کا تعلق ہے گزشتہ دنوں جو ہمارے

بہت ہی پیارے بھائیوں

کے خلاف دردناک سزاؤں کا اعلان کیا گیا۔ تو درد کی سب لہروں سے بڑھ کر اس درد کی لہر نے جماعت کے دلوں کو مغلوب کیا ہے اور اس کثرت کے ساتھ سب دنیا سے درد کا اظہار ہو رہا ہے کہ شاید اس سارے دور میں کبھی چند لوگوں کی خاطر، چند بھائیوں کے دکھ کی خاطر اتنی عظیم تعداد میں انسانوں کے دل نہیں دکھے ہوں گے اور جب میں شاید کہتا ہوں تو میں یہ کہتا ہوں کہ غالباً ایسا واقعہ کبھی نہیں ہوا ہوگا۔ ایک کروڑ کے لگ بھگ انسانوں کے دل چند آدمیوں کی تکلیف میں اس قدر بیقرار اور بے چین ہو گئے ہوں۔ غالباً بھی نہیں میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے سوا آج اس دور میں اس کی کوئی اور مثال نظر نہیں آسکتی۔ درد بھی ایک قوت ہوتا ہے اور اس قوت کو آپ جس طرح چاہیں استعمال کریں۔ جس قسم کے خیالات چاہیں اس قوت سے اخذ کریں۔ جس قسم کے اعمال پیدا کرنا چاہیں اس قوت کے نتیجے میں پیدا بھی کر سکتے ہیں۔ پس مختلف قلوب اور ذہنوں کے پیمانوں میں آج جب کہ درد ڈھل رہا ہے تو خیالات بھی مختلف پیدا ہو رہے ہیں اور جذبات بھی مختلف پیدا ہو رہے ہیں اور ان کے نتیجے میں اعمال بھی مختلف ظہور میں آرہے ہیں۔

ایک رجحان یہ دیکھا گیا ہے کہ بکثرت احمدیوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہو رہا ہے کہ ہمیں

عددی اکثریت

کب نصیب ہوگی اور عددی غلبہ کب میسر آئے گا۔ یہ درست ہے کہ خدا تعالیٰ الٰہی جماعتوں سے عددی غلبے کے وعدے بھی فرماتا ہے اور عددی کثرت بھی نصیب فرماتا ہے لیکن جب ہم قرآن کریم پر غور کرتے ہیں تو خدا کے نزدیک عدد کی کوئی بھی قیمت دکھائی نہیں دیتی۔ عدد کی بجائے خدا کے نزدیک کیفیت کی قیمت ہے اور کیفیت کی قیمت کا یہ حال ہے کہ بعض دفعہ چند کی خاطر، بعض دفعہ ایک وجود کی خاطر کُل عالَم کو بھی ہلاک کر دے تو خدا تعالیٰ کے ہاں جو قیمتیں مقرر ہیں اس لحاظ سے کوئی بھی نقصان کا سودا نہیں ہوگا۔ خدا کی اقدار کے پیمانوں کے لحاظ سے یہ فیصلہ بالکل درست اور مناسب ہوگا۔

پس وہ تین آیات جو تقویٰ کے مضمون سے متعلق ہیں نے الگ الگ صورتوں سے اخذ کر کے آج آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں اُن میں یہی مضمون بیان ہوا ہے اور انہی حالات کے نتیجے میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے ہماری سوچوں کو کونسا رُخ اختیار کرنا چاہیئے۔ ہمارے اعمال کو کن صورتوں میں ڈھلنا چاہیئے۔ یہ ساری باتیں قرآن کریم کی ان تین آیات میں بیان فرمائی گئی ہیں۔ پہلی آیت میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تو یہ اعلان کر دے کہ لَا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ کہ خبیث یعنی گندا اور ناپاک ہرگز طیب یعنی پاکیزہ کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اُس کا ہم مرتبہ نہیں ہو سکتا کسی پہلو سے بھی اس کی برابری کا دعویٰ نہیں کر سکتا وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ خواہ اے مخاطب تجھے خبیث کی تعداد کی کثرت اچھی بھی لگے۔ تجھے یہ بات پسند آئے کہ خبیث کی تعداد تو زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ بات بھی اُس کی اچھی نہیں اور تعداد کے لحاظ سے بھی خبیث کو جو اکثریت حاصل ہے اُس میں بھی حسن کا پہلو کوئی نہیں پھر بھی وہ چند طیب کے مقابل پر کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ پس اپنی قدر و قیمت بڑھانے

کی طرف توجہ کرو اور اللہ کے تقویٰ کے معیار کو بڑھاؤ کیونکہ یہی ہے جو خدا کی نظر میں کوئی قیمت رکھتا ہے تقویٰ ہی ہے جو خدا کی نظر میں پیارا ہے۔ تقویٰ ہی ہے جس کے مقابل پر ہر دوسری چیز خدا کی نگاہوں میں ہیچ ہے لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ تاکہ تم فلاح پاؤ اور نجات دہندوں میں شمار کئے جاؤ۔ پس وہ لوگ وہ احمدی احباب خصوصًا جن کے دل میں بار بار یہ حسرت پیدا ہو رہی ہے کہ کاش ہمیں عددی اکثریت جلد حاصل ہو جائے اُن کو یہ میرا پیغام ہے کہ عددی اکثریت کی بجائے اپنے معیار تقویٰ کو بڑھانے کی طرف توجہ کریں۔ جہاں تک عددی اکثریت کا تعلق ہے یہ بھی قرآن کریم میں وعدے موجود ہیں لیکن عددی اکثریت کی حیثیت سے نہیں بلکہ صاحب تقویٰ لوگوں کی تعداد میں اضافہ کی حیثیت سے۔ قرآن کریم میں جہاں غیروں پر غلبے کا وعدہ فرمایا گیا ہے وہاں فرمایا ہے لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ تاکہ وہ اُسے غالب کرے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو غالب کرے اور محمد مصطفیٰؐ کے غلبے کا مطلب عددی اکثریت ہے ہی نہیں۔ جب کہا جاتا ہے کہ محمدؐ کو دنیا پہ غالب کرے تو مراد یہ ہے کہ ہر حُسن کو دُنیا پہ غالب کر دے ہر خوبی کو دُنیا پہ غالب کر دے ہر پاکیزگی کو دُنیا پہ غالب کر دے ہر صفتِ باری تعالیٰ کو دُنیا پہ غالب کر دے۔ پس بظاہر لوگ اس کا یہی معنی لیتے ہیں کہ اسلام کی عددی اکثریت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ ہرگز نہیں، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے غلبے کا وعدہ کیا گیا ہے اور وہ غلبہ حُسن کے بغیر ممکن نہیں۔ پس اگر اس طرح احمدیت نے بڑھنا ہے کہ

نورِ مُصطفوی پھیل جائے

تو یہ تمنّا ایک پاکیزہ تمنا ہے یہ تمنا یقینًا قرآن کریم کے مطابق ہے۔ مگر اگر مقابل کے جوش میں اگر ایک دوسرے پر بازی لے جانے کی تمنا میں آپ محض عددی اکثریت پر نظریں لگا کر بیٹھ جائیں تو یہ کوئی اچھا سودا نہیں ہوگا۔ اس ابتلاء کی صحیح قیمت آپ نے وصول نہیں کی اس لئے اپنی توجہ کو قیمتوں اور قدروں کی طرف مرکوز رکھیں اور یہ فیصلہ کریں کہ ہر قربانی کے بدلے خدا سے سب سے زیادہ قیمت وصول کریں گے۔

دوسری بات جو بیان فرمائی گئی ہے اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا کہ اگر تمہیں کوئی اچھی بات پہنچتی ہے تو تمہارے دُشمن اُسے بہت بُرا مناتے ہیں۔ بہت تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا۔ ہاں اگر تمہیں کوئی تکلیف کی بات پہنچ جائے يَّفْرَحُوْا بِهَا اس سے بہت خوش ہوتے ہیں۔ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا اگر تم بچنا چاہتے ہو ان کے شر سے تو طریق یہ ہے کہ تَصْبِرُوْا صبر کرو وَتَتَّقُوْا اور تقویٰ اختیار کرو یہ دو ہتھیار ہیں مومن کے جن کے ذریعہ غیر کے شر سے بچ سکتا ہے اور اس کے بعد خدا یہ وعدہ کرتا ہے لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا۔ ہرگز ان کی کوئی شرارت، ان کی کوئی سکیم تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ فرمایا، اللہ ہے جو اُن کا گھیرا کئے ہوئے ہے۔ تم تو کمزور ہو، ناتوان ہو۔ تم میں یہ طاقت کہاں ہے کہ اپنے دشمن کے مقابل پہ اس کے شر سے بچ سکو۔ کجا یہ کہ تم اس پر کسی اور طرح سے غالب آجاؤ۔ تم میں اپنی دفاع کی بھی طاقت نہیں۔ اس کے باوجود خدا تعالیٰ تمہیں دو ایسے ہتھیار عطا کرتا ہے کہ اگر تم ان کو پکڑ لو تو نہ صرف یہ کہ ان کے شر سے بچ جاؤ گے بلکہ خدا یہ وعدہ کرتا ہے کہ ان کی ہر تدبیر کو ناکام کر دے گا۔ ایک ذرّہ بھی نہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گی اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ دلیل ہے اس بات کی کہ خدا اس بات پہ قادر ہے کہ وہ ایسا کر سکے دلیل یہ ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ۔ دو طرح سے شرّ سے بچنے کی تدبیریں کی جاتی ہیں دُنیا میں۔ ایک یہ کہ بعض لوگ قلعہ بند ہو جاتے ہیں اور ان کی حفاظت کی دیواریں ان کو گھیرے میں لے لیتی ہیں اور عام طور پر کمزور جب بچتے ہیں تو اسی طرح بچتے ہیں اور ایک اس کے برعکس یہ تدبیر ہوتی ہے کہ شرارت کو گھیرے میں لے لیا جائے اور اس کی ناکہ بندی کر دی جائے۔ چنانچہ آج کل کے زمانے میں جو کوارنٹائن (Quarantine) کی اصطلاح نکلی ہے یہی وہ طریق ہے جو اختیار کیا جاتا ہے۔ غالب قومیں اور فہم والی قومیں اس نتیجہ پہ پہنچی ہیں کہ بدی کو گھیرے میں لے لو۔ اب جبکہ تمہیں غلبہ حاصل ہے، تمہیں قوت حاصل ہے پیشتر اس کے کہ بدی اپنی حد سے باہر نکل جائے اور تمہیں مغلوب کرنے کا احتمال پیدا ہو جائے اس سے پہلے پہلے بدی کو گھیرے میں لے لو۔ چنانچہ یہ تدبیر بہت ہی مؤثر ہے۔ حفظِ ماتقدم کے طور پر اس سے بہتر اور اس سے زیادہ یقینی کام کرنے والی اور کوئی تدبیر نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس دوسری تدبیر کا ذکر فرمایا ہے۔ فرمایا ہے تمہیں وہ گھیرے میں کیا لیں گے ہم اُن کو گھیرے میں لئے بیٹھے ہیں ہم ان کے ہر عمل کو گھیرے میں لئے بیٹھے ہیں۔ ایک عمل بھی ہمارے احاطہ تقدیر سے باہر نہیں ہے ان کا۔ پھر کیسے اُن کو اجازت ہوگی کہ وہ اُچھل کر خدا کی تقدیر سے باہر آکر تمہیں کوئی گزند پہنچا سکیں اور محیط کا ایک معنی ہے پارہ پارہ کر دینا ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔ تو دوسرے معنی اس کے یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی ہر تدبیر کو صرف گھیرے میں ہی نہیں لئے ہوئے، ہر تدبیر کو پارہ پارہ کر دے گا اور ہر تدبیر کو ناکام کر دے گا تو جہاں تک اس ابتلاء کے دور میں تمناؤں کا تعلق ہے قرآن کریم آپ کی تمنائیں بھی درست کرتا ہے آپ کا قبلہ درست فرماتا ہے اور بتاتا ہے کہ کثرت کی تمنا نہ کرو یہ تمنا کرو کہ نیکی غالب آئے اور تقویٰ غالب آئے اور پاکیزگی غالب آئے اور تمام دُنیا میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا غلبہ ہو

دوسرا یہ بیان فرماتا ہے کہ بچنے کا طریق خاص طور پر ایسے دَور میں جبکہ شرارت کثرت میں ہو کیونکہ خبیث کو کثرت ہو تبھی وہ اُچھلتا ہے اور تبھی وہ زیادتیوں پہ اُترتا ہے تو فرمایا خبیث کے شر کا جہاں تک تعلق ہے ہم تمہیں ایسے

بچنے کی طریق بتا دیتے ہیں

کہ ان کے بعد اس کا شر تمہیں نہیں پہنچ سکے گا۔ بلکہ خدا تمہاری طرف سے اُن کا مقابلہ کرے گا اور ان کی ہر تدبیر کو ناکام کر دے گا اور پارہ پارہ کر دے گا پھر ایک تیسری جگہ اسی مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے بتاتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

یہاں بعض توہمات کا ازالہ فرمایا گیا ہے جب مومن کو کہا جاتا ہے کہ تقویٰ کا معیار بڑھانے میں ہی تمہاری کامیابی ہے۔ خبیث کی کوئی حقیقت نہیں۔ طیب ہی ہے جو خدا کی نگاہ میں اہمیت رکھتا ہے اس لئے تقویٰ بڑھانے کی طرف توجہ کرو تو طبعًا انسانی کمزوری کے نتیجے میں دل سے یہ آواز اُٹھتی ہے کہ ہمارے دل کا تقویٰ باہر کسی نے کیا دیکھنا ہے۔

"ہر ایک پاک حکمت آسمان سے آتی ہے پس تم زمینی لوگوں سے کیا ڈھونڈتے ہو۔"
(کشتی نوح)

پیشکش: گلوب ربر مینوفیکچررس ۲/۱ رابندر اسرانی کلکتہ ۷۰۰۰۷۳
فون: 27-0441
گرام: GLOBEXPORT

جہاں تک دشمن کا تعلق ہے اسے کیا پتہ کہ ہمارے دلوں نے اس دَور میں کیا کچھ سیکھا ہے اور کیا کچھ کمایا ہے وہ تو تمسخر کے ساتھ ہم پر ہنستا ہوا ، مذاق اڑاتا ہوا یہاں سے رخصت ہوگا اور ہم لوگ اس خیال سے کہ ہمیں تقویٰ نصیب ہوگیا ہے اپنی فتح کے اندرونی شادیانے تو بجا رہے ہوں گے لیکن باہر ان شادیانوں کی کوئی آواز سنائی نہیں دے گی جہاں تک غیر کا تعلق ہے اسے اپنی شکست کا کوئی احساس نہیں ہوگا اس لئے ایسی فتح عظیم بھی ہو تو لذت بخش اور تسکین بخش نہیں ہو سکتی۔ اس وہم کے جواب میں خدا تعالیٰ یہ فرماتا ہے اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا کہ اگر تم خدا کا تقویٰ اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تمہیں ایک نمایاں چمکنے والا نشان عطا فرمائے گا ایسا امتیازی نشان دے گا کہ غیر اسے دیکھے اور اس کے رعب سے مرعوب ہو جائے جس طرح سورج چڑھ جاتا ہے ویسی فرقان نصیب ہوگی جیسے قرآن ایک فرقان کے طور پر نازل ہوا ہے اور ہمیشہ کے لئے اپنی ذات میں غلبوں کا نشان رکھتا ہے۔ اسی طرح

خدا تعالیٰ تمہیں فرقان عطا فرمائے گا

تفریق کرنے والا نشان ، غیر کو مغلوب کرنے والا نشان ، نمایاں امتیاز پیدا کرنے والا نشان۔ اس لئے یہ فکر مت کرو کہ تمہارے اندرونی تبدیلی کے نشان کو غیر نہیں دیکھیں گے خدا کی تقدیر باہر بھی نشان ظاہر کرے گی۔ تمہارے اندر بھی نشان پیدا کرے گی اور آفاق میں بھی نشان ظاہر کرے گی جو تمام دنیا کو نظر آئیں گے اور پھر محض بعد اصل مضمون کی طرف توجہ پھیر دی کہ محض تماشہ بینی کے لئے خدا تعالیٰ یہ عظیم الشان ابتلاء جاری نہیں فرمایا کرتا جو اصل مقصد ہے وہ یہ ہے يُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ اصل بھائی اصل فائدہ تمہارا اس بات میں ہوگا کہ تمہاری برائیاں دُور ہو رہی ہوں گی اور خدا تمہاری برائیوں کو دُور کرے گا وَيَغْفِرْ لَكُمْ اور جو پہلے برائیاں کر چکے ہو ان سے صرفِ نظر فرمائے گا اور ان کو بخش دے گا وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ اللہ تعالیٰ بہت ہی بڑے فضل والا ہے۔ بہت ہی عظیم الشان فضلوں والا ہے۔ تو ابتلاء کا نتیجہ اگر صبر اور تقویٰ اختیار کیا جائے تو ذوالفضل العظیم خدا کی رحمتوں کے نیچے آنے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اس لئے ابتلاء کے ایسے دَور جو ذوالفضل العظیم سے انسان کا تعلق باندھیں جو اس کی رحمتوں اور برکتوں اور رضا کی آنکھ کے نیچے انسان کو لے آئیں وہ یقیناً عظیم الشان ابتلاء کہلانے کا مستحق ہوتا ہے۔

تقویٰ کیا ہے

اس مضمون پر میں گزشتہ سے پیوستہ جمعہ میں کچھ کہنا شروع کیا تھا اور خیال تھا کہ اس سلسلے کو آگے بڑھاؤں گا لیکن درمیان میں ایسی بعض اطلاعیں آئیں کہ وقتی طور پر اس مضمون کو چھوڑنا پڑا اب پھر آج میں اسی مضمون کو پکڑتا ہوں اور جہاں چھوڑا تھا وہاں سے لینے کی بجائے از سرِ نو آغاز سے اس مضمون کو شروع کر رہا ہوں جو حصے بیان ہو گئے ہیں وہ دوبارہ نہیں بیان ہوں گے لیکن اس مضمون سے یعنی اموال سے تعلق رکھنے والے بعض پہلو ابھی تشنہ ہیں انشاء اللہ ان پر میں بعد میں روشنی ڈالوں گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے تقویٰ کی جو تعریف فرمائی ہے وہ تعریف فرمانے کا انداز بھی نہایت ہی پیارا اور بالکل عام دنیا کے دستور سے بالکل ہٹ کر ہے۔ شروع میں بظاہر تقویٰ کا کوئی ذکر نظر نہیں آرہا لیکن مضمون جب اپنے انتہائی مقام کو پہنچتا ہے تو وہاں جاکر پتہ چلتا ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کیا بیان فرما رہے ہیں۔ صحیح مسلم کتاب البرّ میں یہ حدیث ملتی ہے۔ فرمایا :-

ایک دوسرے سے حسد نہ کرو ، ایک دوسرے سے بڑھ بڑھ کر بولی نہ دو ، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو۔ ایک دوسرے کی پیٹھ پیچھے باتیں نہ کرو تم میں کوئی دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے۔ اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ۔ ایک مسلمان دوسرے کا بھائی ہے وہ اس پر ظلم نہیں کرتا نہ اسے رسوا کرے گا نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑے گا نہ اسے حقیر جانے گا یہ وہ تعلیم ہے جو تعلیم دینے کے بعد آپ نے فرمایا اپنا ہاتھ اپنے دل پر رکھ کر تین مرتبہ فرمایا تقویٰ یہاں ہے۔ تقویٰ یہاں ہے۔ تقویٰ یہاں ہے۔ تقویٰ کے سرچشمہ سے یہ کلام نکل رہا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تقویٰ کیا ہوتا ہے تقویٰ محض خدا کے فرضی خوف کا نام نہیں۔ تقویٰ محض نیکی کی اونچی اونچی باتیں کرنے کا نام نہیں ہے۔ تقویٰ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو دل میں چھپا رہتا ہے اور ظاہر نہیں ہوتا۔ تقویٰ ایسا ہے جو کہ نظر بھی آتا ہے غیروں کو۔ اپنوں کو بھی نظر آتا ہے اور غیروں کو بھی نظر آتا ہے لیکن غیروں کو نظر آنے سے پہلے اپنوں کو تو دکھنا چاہیئے۔ اپنوں کو تو دکھائی دے۔ وہ تقویٰ جو تمہارے دلوں میں پوشیدہ ہے اور ظاہر نہیں ہو رہا وہ تقویٰ تقویٰ نہیں ہے فرمایا دیکھو میرے دل میں تقویٰ ہے ، میرے دل میں تقویٰ ہے۔ میرے دل میں تقویٰ ہے اور اس کے نتیجے میں یہ اعمال مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ پس تم جو تقویٰ کا دعویٰ کرنے والے لوگ ہو اگر ان اعمال سے خالی ہو تو پھر تقویٰ کی باتیں محض ریا کی باتیں ہیں دھوکے کی باتیں ہیں۔ اس سے زیادہ ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو ایک دوسرے سے بڑھ بڑھ کر بولی نہ دو۔ ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو ایک دوسرے کی پیٹھ پیچھے باتیں نہ کرو کتنے ہیں ہم میں سے جو

جو اس تعلیم پر کماحقہٗ عمل پیرا ہیں

اور کتنے ہیں جو بار بار ٹھوکر کھا کر پھر انہیں باتوں میں مبتلا ہوتے رہتے ہیں اور کتنے ہیں جنہوں نے اس دَور میں یہ بات سیکھی ، اس رنگ میں تقویٰ سیکھا کہ اپنی وہ اصلاح کریں جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تقویٰ کی تعریف کے نتیجے میں ضروری قرار دیتے ہیں۔ تم میں سے کوئی دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے۔ یہ چند باتیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے بیان فرمائی ہیں۔ اکثر جھگڑے جو احمدیوں کے میری نظر میں آتے ہیں جن سے قضاء کے دفتر بھرے پڑے ہیں جن کی شکایتیں امور عامہ تک یا اُمراء تک پہنچتی ہیں ان کا تعلق انہی باتوں سے ہے۔ سودوں میں زیادتیاں حرص و ہوا کے نتیجے میں ایک دوسرے کو شکست دینے کی کوشش میں اور جیسا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا بھائی بھائی ہو جاؤ۔ ایک مسلمان دوسرے کا بھائی ہے اس سے مسلمانوں کے اندر جو نیکی کی رُوح آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم دیکھنا چاہتے ہیں اس کی اعلیٰ تعریف فرما دی۔ اس فقرے کو بھلا کر ایک عام انسان کو یہ سمجھ نہیں آسکتی کہ ایک آدمی بیع کر رہا ہے مجھے اچھا موقعہ ملا ہے میں خفیہ طور پر اس سے بڑھ کر بات کیوں نہ کر لوں۔ کیوں نہ اس سودے کے اندر داخل ہو کر اسے اپنا لوں۔ اس میں کیا نقصان کی بات ہے وہ بھی سودا کر رہا ہے اسکی ملکیت نہیں میں بھی سودا کر رہا ہوں میری ملکیت نہیں ہے ایک تیسرا شخص ہے اس کا فائدہ ہی ہوگا اس کو کچھ زیادہ پیسے مل جائیں گے انسانی نفس عام دنیا کے معیارِ تقویٰ کے مطابق اس کو کوئی بھی ایسی بات نہیں دکھاتا جو معیوب ہو بلکہ اس کو بہتر حسین کر کے دکھاتا ہے کہ ہاں بڑی اچھی بات ہے ایسا کر لو۔ لیکن بھائی

...iyya Markazi
Receipt No
Date
Qadian

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"
(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
S.K. GHULAM HADI & BROTHERS
READYMADE GARMENTS DEALERS
CHANDEN BAZAR BHADRAK. Dist: BALASORE (ORISSA)

بھائی نے جاکر سارا معاملہ کھول دیا۔ ہر بات کی وضاحت فرما دی۔ دو سگے بھائی جو ایک دوسرے سے پیار کرنے والے ہوں وہ ایک دوسرے سے اپنے سودے چھپایا تو نہیں کرتے وہ وہم بھی نہیں کر سکتے کہ ایک بھائی دوسرے سے کوئی سودا کر رہا ہو اور دوسرا بھائی مخفی طور پر جا کے اس سے بڑھ کے بولی دے کے اس کے سودے کو اپنا لے۔ جب بھائی بھائی کے نقطۂ نگاہ سے دیکھیں تو اتنی اخلاق سے گری ہوئی اور کمینی حرکت نظر آتی ہے کہ ایک خاندان کے ماحول میں یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے جب اپنے سینے پر ہاتھ رکھتا اپنے دل کی طرف اشارہ فرمایا اور فرمایا

تقویٰ یہاں ہے

تقویٰ یہاں ہے۔ تقویٰ یہاں ہے۔ تو مراد یہ تھی کہ اخلاق کے جو گُر میں تمہیں سکھا رہا ہوں وہ میرے دل کے تقویٰ سے وابستہ ہے۔ میرے دل کے تقویٰ سے مناسبت رکھتے ہیں دنیا کے بھلے آدمیوں کے ساتھ شاید تمہیں ان میں کوئی مناسبت نظر نہ آئے، عام انسان کے معیار کے مطابق تم شاید یہ سمجھو کہ یہ زیادہ بلند اور بے وجہ کا معیار مقرر کیا گیا ہے لیکن یاد رکھنا جو تعلیم میں تمہیں دیتا ہوں وہ اپنے دل کے تقویٰ کے لحاظ سے تعلیم دیتا ہوں۔ اگر میرے جیسا بننا چاہتے ہو اگر مجھ سے محبت کرتے ہو اگر میری غلامی کا دعویٰ ہے تو پھر

مجھ سے تقویٰ سیکھو

غیروں سے نہ تقویٰ سیکھو وہ مذاہب جو ماضی کے قصے بن چکے ہیں وہ انبیاء جو پرانے زمانوں میں کھوئے گئے ان کے تقویٰ کی تعلیم ان کے دلوں سے تعلق رکھتی تھی۔ اب آئندہ آنے والے زمانے میں تقویٰ کی تعلیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دل سے تعلق رکھنے والی ہوگی اور ان دونوں میں یقیناً ایک نمایاں فرق ہے۔ پھر فرمایا

بِحَسْبِ امْرِءٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ یَّحْقِرَ اَخَاہُ الْمُسْلِمَ۔ کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُہٗ وَمَالُہٗ وَعِرْضُہٗ

کہ ایک شخص کے لئے اُس کی ہلاکت کے لئے یہ شر بہت کافی ہے کہ وہ اپنے بھائی مسلمان کو تحقیر کی نظر سے دیکھے اور سب گناہوں سے بچا بھی ہوا ہو اگر یہ نقص بھی کسی میں ہو کہ وہ اپنے بھائی مسلمان کو حقارت اور تذلیل کی نظر سے دیکھتا ہے تو فرمایا اس کی ہلاکت کے لئے بس یہی کافی ہے کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان پر حرام ہے یعنی بلا اجازت تصرّف حرام ہے۔ فرمایا دَمُہٗ وَمَالُہٗ وَعِرْضُہٗ اس کا خون بھی حرام ہے، اس کا مال بھی حرام ہے، اس کی عزت بھی حرام ہے۔ اب جتنے بھی جھگڑے ہیں انسانی، معاشرے میں، اس خلاصے سے باہر اس کو نکال ہی نہیں سکتے آپ۔ تمام اختلافات کی جڑیں ان تین باتوں میں ہیں خون میں، مال میں اور عزت میں فرمایا یہ تین باتیں ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان پر میں حرام کر رہا ہوں اور اگر یہ حرام ہو جاتی ہیں تو پھر یہ سوسائٹی لازماً جنت بن کے رہے گی۔ پھر مسلمان کے لئے جہنم کا تصوّر ہی باقی نہیں رہتا پس اگر یہ تصوّرات موجود ہیں اگر یہ تکلیفیں دکھائی دے رہی ہیں تو لازماً تقویٰ کی ان جڑوں میں کہیں کوئی نقص ہے اور وہ تقویٰ نہیں ہے آپ کے اندر جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے مبارک مقدس دل سے پھوٹتا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام فرماتے ہیں:۔

"متّقی بننے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ بعد اس کے کہ موٹی باتوں جیسے زنا۔ چوری۔ تلفِ حقوق۔ ریاء۔ عُجب۔ حقارت۔ بُخل کے ترک میں پکّا ہو تو اخلاقِ رذیلہ سے پرہیز کر کے ان کے بالمقابل اخلاقِ فاضلہ میں ترقی کرے۔ لوگوں سے مروّت، خوش خلقی، ہمدردی سے پیش آوے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی وفا اور صدق دکھلا دے۔ خدمات کے مقامِ محمود تلاش کرے۔"

بڑا عظیم الشان ایک فقرہ ہے بہت ہی پیارا "خدمات کے مقامِ محمود تلاش کرے۔" خدمت میں تو انسان بظاہر گرتا ہے اور نیچے ہو کر خدمت کرتا ہے اور مقامِ محمود وہ ہے جو سب سے اونچا مقام قرآن کریم وعدہ فرماتا ہے کہ خدا اپنے پیاروں کو عطا فرماتا ہے تو فرمایا خدمتوں کے بھی بعض مقامِ محمود ہیں۔ کس سلیقے سے خدمت کر رہے ہو، کس انداز سے خدمت کر رہے ہو، کس طرح نکھار کر تحسین کے ساتھ خدمت کرتے ہو اس سے تمہیں

مقامِ محمود نصیب ہوگا

پس جو خدمتوں کے مقامِ محمود نہیں پاتا اُسے دوسرے مقامِ محمود کا خیال ہی چھوڑ دینا چاہئیے۔ ہر مقامِ محمود کے ساتھ ایک تعلق رکھنے والی خدمت کا بھی مقامِ محمود ہے خدا کی راہ میں چندہ دینے والے لاکھوں کروڑوں ہیں لیکن ضروری نہیں کہ ہر چندہ اگر مقدار میں برابر ہو تو مرتبے میں بھی برابر ہو۔ یہاں خدمت کا مقامِ محمود ہے جو فیصلہ کرتا ہے اور فرق کر کے دکھاتا ہے تو فرمایا "خدمات کے مقامِ محمود تلاش کرے۔" اس فقرے سے پتہ چلتا ہے کہ کیسے سچے اور پاکیزہ دل کا کلام ہے۔ جھوٹے آدمی کو ایسی بات نصیب ہو ہی نہیں سکتی۔ اُس کا تصوّر ان باتوں کے قدموں کو بھی نہیں چھو سکتا کبھی ـــ (فرماتے ہیں)

"اِن باتوں سے انسان متّقی کہلاتا ہے اور جو لوگ اِن باتوں کے جامع ہوتے ہیں یعنی اگر ایک ایک خُلق فرداً فرداً کسی میں ہوں تو اُسے متّقی نہ کہیں گے جب تک بحیثیت مجموعی اخلاقِ فاضلہ اُس میں نہ ہوں۔ اور ایسے ہی شخصوں کے لئے لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ہے اور اس کے بعد ان کو کیا چاہئیے۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کا متولّی ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کے ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ پکڑتے ہیں ان کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتے ہیں ان کے کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سُنتے ہیں اُن کے پاؤں ہو جاتا ہے جن سے وہ چلتے ہیں اور ایک حدیث میں ہے کہ جو میرے ولی کی دُشمنی کرتا ہے میں اُسے کہتا ہوں کہ میرے مقابلے کے لئے تیّار رہو۔ ایک جگہ فرمایا ہے کہ جب وہ خدا کے ولی پر حملہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس پر ایسے جھپٹ کر آتا ہے جیسے ایک شیرنی سے کوئی اس کا بچہ چھینے تو وہ غضب سے جھپٹتی ہے۔ دو زمانے متّقی پر آتے ہیں ایک ابتلاء کا زمانہ دوسرا ارتقاء کا زمانہ۔ ابتلاء کا زمانہ اس لئے آتا ہے تا تمہیں اپنی قدر و منزلت اور قابلیت کا پتہ چل جائے اور یہ ظاہر ہو جائے کہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر راستبازوں کی طرح ایمان لاتا ہے اس لئے کبھی اس کو وہم اور شکوک آ کر پریشان دل کرتے ہیں۔ کبھی کبھی خدا تعالیٰ ہی کی ذات پر اعتراض اور وہم پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ صادق مومن کو اس مقام پر ڈرنا اور گھبرانا نہ چاہئیے بلکہ آگے ہی قدم رکھے۔ کسی نے کہا ہے ؎

عشق اوّل سرکش و خونی بود ✣ تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

کہ دیکھو عشق شروع شروع میں بڑا باغی اور خونی دکھائی دیتا ہے اس لئے کہ تا کہ ہر وہ شخص جو کوچۂ عشق سے تعلق نہیں رکھتا وہ اس شہر کا باشندہ نہیں ہے یعنی اس شہر میں بسنے کے لائق نہیں ہے ایسا بیرونی شخص ان باتوں کو دیکھ کر گریزپا ہو جائے اور بھاگ جائے اس کوچے سے تو اس لئے یہ دکھاوے کی سرکشی ہے اور دکھاوے کا خونی ہے۔ حقیقت میں عشق تو ہر لذت کی آماجگاہ ہے۔"

پھر فرماتے ہیں:۔

خُدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
هُوَ النَّاصِرُ
کراچی میں معیاری سونا کے معیاری زیورات بنوانے اور خریدنے کے لئے تشریف لائیں!
فون نمبر ۶۹۰۱۷۰۹۱
الرؤف جیولرز
۱۶۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری شمالی ناظم آباد۔ کراچی

"شیطان پلید کا کام ہے کہ وہ راضی نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے منکر نہ کرا لے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی رسالت سے روگردان نہ کر لے وہ وساوس پر وساوس ڈالتا رہتا ہے۔ لاکھوں کروڑوں انسان انہی وساوس میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب کر لیں پھر دیکھا جائے گا۔ باوجود اس کے کہ انسان کو اس بات کا علم نہیں کہ ایک سانس کے بعد دوسرا سانس آئے گا بھی یا نہیں لیکن شیطان ایسا دلیر کرتا ہے کہ وہ بڑی بڑی جھوٹی امیدیں دیتا اور سبز باغ دکھاتا ہے شیطان کا یہ پہلا سبق ہوتا ہے"

متقی بہادر ہوتا ہے

اس کو ایک جرأت دی جاتی ہے کہ وہ ہر دشمن سے کا مقابلہ کرتا ہے اس لئے یقیمون الصلوٰۃ فرمایا یعنی اس درجہ میں وہ ہارتے اور جھکتے نہیں اور ابتداء میں ان پر ذوق اور شوق کا نہ ہونا ان کو بے دل نہیں کرتا وہ اسی بے ذوقی اور بے لطفی میں ہی نماز پڑھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ سب وساوس اور اوہام دور ہو جاتے ہیں شیطان کو شکست ملتی اور مومن کامیاب ہوتا ہے۔ غرض متقی کا یہ زمانہ سستی کا زمانہ نہیں ہوتا بلکہ میدان میں کھڑے رہنے کا زمانہ ہوتا ہے۔ وساوس کا پوری مردانگی سے مقابلہ کرے۔

پھر آپ فرماتے ہیں :--

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من عادی لی ولیاً فقد اٰذنتہ بالحرب جو شخص میرے ولی کا مقابلہ کرتا وہ میرے ساتھ مقابلہ کرتا ہے یہ حدیث قدسی ہے۔ اب دیکھ لو کہ متقی کی شان کس قدر بلند ہے اور اس کا پایہ کس قدر عالی ہے جس کا قرب خدا کی جناب میں ایسا ہے کہ اس کا ستایا جانا خدا کا ستایا جانا ہو تو خدا اس کا کس قدر معاون اور مددگار ہوگا لوگ بہت سی مصائب میں گرفتار ہوتے ہیں لیکن متقی بچائے جاتے ہیں بلکہ ان کے پاس جو آتا ہے وہ بھی بچایا جاتا ہے مصائب کی کوئی حد نہیں انسان کا اپنا اندر اس قدر مصائب سے بھرا ہوا ہے اس کا کوئی اندازہ نہیں امراض کو ہی دیکھ لیا جاوے کہ ہزارہا مصائب کے پیدا کرنے کو کافی ہیں۔ لیکن جو تقویٰ کے قلعہ میں ہوتا ہے وہ ان سے محفوظ ہے اور جو اس سے باہر ہے وہ ایک جنگل میں ہے جو درندہ جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔"

پس اس دور میں جو سب سے بڑا مال غنیمت آپ حاصل کر سکتے ہیں سب سے بڑی فتح جو حاصل کر سکتے ہیں وہ مال غنیمت

تقویٰ کا مال غنیمت ہے

اور وہ فتح اپنے دل کی، اپنے نفس کی فتح ہے اور یہی وہ اندرونی فتح ہے جو بیرونی فتح میں منتج ہوا کرتی ہے۔ یہی اندرونی غلبہ ہے جو بیرونی غلبے میں تبدیل ہوا کرتا ہے۔ پس جو بظاہر سچے دل سے اپنے بھائیوں کی تکلیف پر رو رہے ہیں اور دکھ محسوس کر رہے ہیں اگر وہ ان کی خاطر اپنے اندرونے میں پاک تبدیلی پیدا نہیں کرتے اگر وہ ان کی خاطر اپنی روشوں میں نمایاں فرق پیدا نہیں کرتے تو وہ آنسو بھی جھوٹے ہیں وہ ہمدردی بھی جھوٹی ہے اس کی کوئی بھی قیمت نہیں اس موجودہ حال سے دو ہی فائدے حاصل کرو اس موجودہ حال سے جو کچھ بھی تمہارے ہاتھ میں آ سکتا ہے جو کچھ ممکن ہے تمہارے لئے حاصل کرنا سب کچھ حاصل کر لو اور وہ وہی کچھ ہے جو میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے قرآن اور حدیث اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں بہت عظیم الشان فضلوں کے وعدے ہیں اندرونی تبدیلی پیدا کریں پاک ہمیشہ باقی رہنے والی تبدیلی اور اس کے نتیجے میں بیرونی فتوحات بھی آپ کو نصیب ہوں گی اور وہ فتوحات متقی عرفانی غلبے کی نہیں ہوں گی وہ فتوحات محمدی غلبے کی فتوحات ہوں گی۔ نفس پاکیزہ کی فتوحات ہوں گی نفس خبیثہ کی فتوحات نہیں ہوں گی وہ لوگ جو ظاہری پھلجھڑیوں کے کھیل کے دیکھنے کی تمنا رکھتے ہیں ظاہری پھلجھڑیوں کے کھیل بھی ان کو ضرور دکھائے جائیں گے ضرور شادیانے بجیں گے احمدیت کی فتح کے لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان ظاہری پھلجھڑیوں کے کھیلوں کے مقابل پر اور ان ظاہری شادیانوں کے مقابل پر نفس مطمئنہ کی فتح کے شادیانے بہت زیادہ غالب اور قوت والے ہوا کرتے ہیں بہت زیادہ پُرشوکت نغمے اپنے اندر رکھتے ہیں اور اگر یہ دور آپ کو تقویٰ کا نور عطا کر دے تو یہ وہ پھلجھڑیاں ہیں جن کے مقابل پر اور کوئی پھلجھڑی نہیں ہے آپ کے دل میں اگر نور کے سوتے پھوٹنے لگیں، آپ کے دل میں اگر تقویٰ کی وہ پھلجھڑیاں چلیں جن سے نور کے رقص آپ کے سینوں میں دکھائی دیں، ان میں چاندنی چھوٹتی ہوئی دکھائی دے جن میں اللہ کا پیار رقصاں ہو اور خدا کی محبت کے نغموں کی آوازیں پھوٹ رہی ہوں ان ظرفوں کی کیوں تمنا نہیں کرتے ان رقص و سرود کے پیچھے کیوں نہیں بھاگتے، کیوں ان نغموں کے نغموں کے سننے آپ کے کان نہیں ترستے۔ یہ وہ غلبے ہیں

جو حقیقی غلبے ہیں

اور ایسے غلبے ہیں جو اس دنیا میں آپ کو پیچھے چھوڑ کر نہیں جائیں گے بلکہ آپ کے ساتھ اگلی دنیا میں بھی جائیں گے اور آپ کو پیچھے چھوڑ کر نہیں جائیں گے بلکہ آپ کے آگے آگے بھاگیں گے کیونکہ قرآن کریم ہمیں مطلع فرماتا ہے

نُوْرُھُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ

جب تقویٰ کا نور ان کو عطا ہوتا ہے تو ان کو پیچھے نہیں چھوڑا کرتا ان کے آگے آگے دوڑا کرتا ہے روشنی کرتا چلا جاتا ہے ان کو خدا نور فراست عطا فرماتا ہے اس دنیا میں بھی اور اس دنیا میں بھی ہر چیز کو دیکھتے اور سمجھتے ہیں اور صاحب بصیرت لوگوں کی طرح فیصلہ کرتے ہیں اور صاحب بصیرت لوگوں کی طرح قدم اٹھاتے ہیں خدا کرے ہمیں یہ تمام اجر عظیم جو اس دنیا سے بھی تعلق رکھتا اور اس دنیا سے بھی تعلق رکھتا ہے اس ابتلاء کے دور میں ہمیں نصیب ہو جائے اگر یہ نصیب ہو جائے تو ہماری عاقبت تو بہر حال سنور جائے گی دشمن کے ہاتھ میں کیا آیا یہ خدا جانے اور یہ دشمن جانے ۔

ولادتیں

(۱) الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا اور مکرم عطاء الٰہی خان صاحب مقیم فرینکفورٹ مغربی جرمنی ابن محترم فضل الٰہی خان صاحب درویش ریٹائرڈ نائب ناظر امور عامہ قادیان کو دو بچیوں کے بعد ۱۲ اپریل کو لندن میں پہلا بیٹا عطا فرمایا جس کا نام قبل از ولادت حضور نے "فضل اللہ" تجویز فرما دیا تھا۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صالح، خادم دین اور عمر طبعی بنائے۔ امانت بدر میں مبلغ بیس روپے ادا کئے گئے ہیں جزاء اللہ تعالیٰ

خاکسار: ملک صلاح الدین ناظر اعلیٰ قادیان

(۲)۔ مکرم مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم آف اوشکور کے دو بیٹوں مکرم عبد المجید صاحب اور سلیم احمد صاحب کو تین تین لڑکیوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بیٹا عطا فرمایا ہے الحمد للہ۔ ہر دو بھائیوں نے اس خوشی میں ۵۰/- روپے مختلف مدات میں ادا کرتے ہوئے قارئین سے نومولودان کی صحت و سلامتی، درازی عمر اور قرۃ العین بننے کے لئے دعا کی درخواست کی ہے۔ نیز ان کے بعض اقارب جماعت سے دور ہیں ان کی ہدایت کے لئے بھی دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (۳) خاکسار کے بھتیجے عزیزم بشیر الدین ناصر کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے بچے کا نام حضور انور نے "احیاء الدین" رکھا ہے قارئین سے نومولود کی صحت و سلامتی اور نیک و خادم دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ مبلغ ۱۲/ ملکر روپے امانت بدر میں ادا کئے گئے ہیں۔ خاکسار: مستری دین محمد درویش قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

مجالسِ عرفان

مرتبہ: مسز ثریا نازی صاحبہ لندن

ذیل میں مورخہ ۲۸ جون ۱۹۸۵ء اور ۳۱ جنوری و یکم فروری ۱۹۸۶ء کی مجالس عرفان میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کئے گئے بعض سوالوں کے جواب ہدیۂ قارئین کئے جا رہے ہیں۔
قائمقام مدیر

س: کیا حضرت یونس کو مچھلی نے نگلا تھا؟ آپ کس ملک میں پیدا ہوئے؟

ج: فرمایا کہ حضرت یونس لبنان کے علاقہ میں پیدا ہوئے اور وہاں اب بھی بعض لوگ حضرت یونسؑ کے متبعین ہیں مثلاً بعض عیسائی وغیرہ یہ لوگ تین دن کا روزہ رکھتے ہیں جو حضرت یونس کے مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی یاد کے طور پر رکھا جاتا ہے اور یہ ان کی سب سے اہم عبادت ہے ان کا یقین ہے کہ جو یہ روزے رکھتا ہے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں وہ لوگ اگرچہ مسلمان نہیں مگر حضرت یونسؑ کو خاص اہمیت دیتے ہیں۔ فرمایا کہ دیکھنے والی یہ بات ہے کہ کیا نینوا کے نام کا کوئی شہر یا بستی آج بھی دنیا میں موجود ہے یا نہیں اور قدیم تاریخی کتب سے ان علاقوں میں اتنی بڑی مچھلی پائی جاتی ہے یا نہیں جو ایک آدمی کو نگل سکتی ہو۔

چنانچہ اس کی تحقیق کے لئے حضور نے مکرم نصیر دہلوی صاحب کو مقرر فرمایا۔

س: قرآن کریم میں صابی لوگوں کا ذکر یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ کیوں کیا گیا ہے اور یہ کون لوگ تھے؟

ج: فرمایا کہ صابی لوگوں کے بارہ میں بعض کا خیال ہے کہ وہ ستاروں کی پوجا کرتے تھے اور بعض کا خیال ہے کہ ابتداء یہ مشرک نہ تھے ان کی یقیناً کوئی کتاب نہ تھی۔ بعد میں بگڑ گئے یہ خیال درست معلوم ہوتا ہے عرب لوگ ان لوگوں کو جو مشرک نہ تھے صابی کہتے تھے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کو بھی ابتدائی زمانہ میں مشرک لوگ صابی کہا کرتے تھے۔

فرمایا صابی ان لوگوں کو بھی کہا جاتا ہے جو غیر عرب تھے یہ خیال درست معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اوّلاً کوئی کتاب رکھتے تھے کیونکہ ان کا ذکر اہل کتاب کے ساتھ آتا ہے ممکن ہے بعد میں بگڑ گئے ہوں۔

س: وفات شدہ والدین کے لئے کونسی خاص دُعا کی جا سکتی ہے؟

ج: فرمایا کہ یہ تو ہر شخص کے اپنے حالات پر منحصر ہے آنحضرتؐ سے پوچھا گیا کہ کونسا کام زیادہ نیکی کا ہے تو آپؐ نے مختلف مواقع پر سوال پوچھنے والوں کے حالات کے مطابق جواب دیئے اگر وہ والدین کی اطاعت میں کمزور ہوتا تو اس کو اطاعت کا حکم ہوتا اگر جہاد میں کمزور تھا تو اس بارہ میں اس کو تاکید فرمائی علیٰ ہذا القیاس۔

فرمایا یہی حال دُعا کا ہے والدین جس بارہ میں نزدیک تھے یا جس نیکی کو وہ کرنا چاہتے تھے لیکن نہ کر سکے اس کے مطابق دعا کی جائے لیکن قرآن کریم نے یہ دُعا بھی سکھائی کہ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ نیز یہ کہ رَبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا۔

س: تناسخ کا عقیدہ کس طرح جاری ہوا؟

ج: فرمایا کہ تناسخ کا عقیدہ کسی نہ کسی طرح تقریباً تمام دنیا کے لوگوں میں پایا جاتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ چاہتے ہیں کہ ان کا تعلق ان لوگوں سے جن کو وہ پیچھے چھوڑ آئے ہیں جاری رہے۔ حیاۃ الآخرۃ کا عقیدہ بھی تمام مذاہب میں موجود ہے۔ انسان کا ہمیشہ یہ عقیدہ رہا ہے کہ اس دُنیا کے بعد ایک اور زندگی ہے اس کی صورت کیا ہے اس میں اختلاف ہے۔ ہندوؤں نے اس کو تناسخ کی شکل دی ہے جو غلط ہے۔

س: یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آنحضرتؐ کا ملک شام کے سفر کے موقعہ پر یہودیوں سے رابطہ ہوا اور اس طرح آپؐ نے یہودیوں کے مذہب سے بعض باتوں کو چن کر ایک نیا مذہب بنا لیا۔

ج: فرمایا یہ کیسے ممکن ہے کہ آنحضور نے ایک ہی سفر میں چند دنوں کے اندر اندر یہودیوں کے عقائد ان کی تعلیم اور دیگر تمام باتوں کا اس قدر جلد اندازہ لگا لیا اور وہ تمام باتیں آئندہ نبی بننے کی نیت سے پندرہ سال تک اپنے سینہ میں چھپائے رکھیں بلکہ دعوئ نبوت کے بعد بھی ان کا ذکر نہ کیا یہاں تک کہ ۱۳ سال بعد مدنی دور میں ان امور کو پیش کرنا شروع کیا۔ ظاہر ہے کہ یہ اعتراض نہایت بیہودہ اور بعید از عقل ہے دوسرا پہلو یہ ہے کہ اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بفرضِ محال مدینہ کے یہودیوں سے بائبل کا علم حاصل کیا ہوتا تو وہ فوراً مخالفت میں کھڑے ہو جاتے اور دنیا کو بتاتے کہ ہم سے سیکھ کر وحی میں شامل کر رہا ہے اور اگر اپنے متبعین سے حاصل کیا ہوتا تو پھر وہ مرتد ہو جاتے کہ ہماری بتائی ہوئی باتوں کو الہام بتا کر خود ہمیں ہی سنانے لگا ہے پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ انسان کس طرح ایک ہی مذہب کے بارہ میں ایک ہی سفر کے دوران اتنا وسیع اور گہرا علم حاصل کر سکتا ہے کہ ایک تعلیم یافتہ آدمی کے برسوں کے مطالعہ سے بھی بڑھ جائے۔ فرمایا کہ قرآن کریم نے ان تمام خرافات کو بائبل میں سے باہر نکال پھینکا ہے قرآن کریم نے تمام غیر سائنسی باتوں کو باہر نکال دیا بلکہ صرف ان باتوں کو بیان کیا جو سائنسی علوم سے کئی سو سال بعد صحیح ثابت ہوئیں جبکہ بائبل ان باتوں میں فیل ہوئی پھر قرآن کریم نے ایسی باتوں کا ذکر کیا جو بائبل میں بالکل موجود نہیں تھیں اور جن کی صداقت سینکڑوں سال بعد ثابت ہوئی۔ مثلاً بائبل نے کسی جگہ فرعون کی اس گفتگو کا ذکر نہیں کیا جو فرعون کے ڈوبنے کے وقت خدا اور فرعون کے درمیان ہوئی حتیٰ کہ آنحضرتؐ کے وقت میں بھی اس بات کا کوئی علم نہیں تھا کہ مصری بادشاہوں کی لاشیں اہرام مصر میں محفوظ کی جا رہی ہیں۔

س۔ اسلام میں حجرِ اسود کی کیا اہمیت ہے؟

ج۔ فرمایا کہ مجھ سے اکثر یہ سوال کیا جاتا ہے کیونکہ لوگ اس پتھر کے بارہ میں جاننا چاہتے ہیں کہ یہ کہاں سے آیا اور کیوں اس کا اسقدر احترام کیا جاتا ہے نیز اسے بوسہ دینے کی کیا وجہ ہے؟ حجرِ اسود کے متعلق آنحضرتؐ کی ایک حدیث ہے کہ جب پہلی بار اللہ تعالیٰ کا گھر بنایا گیا تو یہ پتھر آسمان سے بھجوایا گیا تھا اور اس وقت یہ پتھر سنگ مرمر کی طرح سفید تھا لیکن زمین کی حدود میں داخل ہونے کے دوران زمین کے گناہوں کی وجہ سے کالا ہو گیا فرمایا میں نے اس حدیث پر کافی غور و خوض کیا ہے اور میں بالآخر اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس بات کا قوی امکان ہے کہ جب اس سرزمین پر خدائے واحد کی پرستش کے لئے پہلا گھر بنایا جانے لگا تو اس علاقے میں یہ پتھر METEORITES کی بارش کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے خاص مقصد سے اتارے تھے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ خلاء سے جب کوئی چیز زمین کی حدود میں داخل ہوتی ہے تو HIGH FRICTION کی وجہ سے وہ داخل ہوتے وقت جلتی ہے اس لئے یہ ممکن ہے کہ زمین کی حدود میں داخل ہونے سے پیشتر پتھر کا رنگ سفید ہو اور اس طرح آنحضرتؐ کی حدیث درحقیقت معنوی لحاظ سے اپنے الفاظ سے مطابقت رکھتی ہو لیکن اس کے برعکس یہ بھی ممکن ہے کہ آنحضرتؐ نے تمثیلی زبان استعمال کی ہو کیونکہ جب ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے مساجد تعمیر کی جاتی ہیں تو ان میں ایک قسم کی سادگی اور پاکیزگی ہوتی ہے جس کو سفیدی سے تشبیہ دی جا سکتی ہے لیکن آہستہ آہستہ لوگوں کے دل کثیف اور گندے ہونے کی وجہ سے ان کی عبادت میں خلوص نہیں رہتا۔ میرے خیال میں اس حدیث میں لفظی اور تمثیلی دونوں معنے پہلو بہ پہلو چلتے ہیں۔ اب رہا یہ سوال کہ اس پتھر کو بوسہ کیوں دیا جاتا ہے تو یہ صرف محبت کے اظہار

کا ایک طریقہ ہے۔ ہر انسان کی زندگی میں بعض اوقات ایسے خاص لمحات ضرور آجاتے ہیں جب اس کو اپنے پیار کی کوئی نشانی دیکھ کر بے اختیار اس دوست کی یاد آجاتی ہے۔ ایسے اوقات میں وہ چیز بہت پیاری لگتی ہے اور انسان اس کو بے اختیار بوسہ دے دیتا ہے۔ اب اس بوسہ دینے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس انسان نے اس چیز کی پرستش شروع کردی ہے بلکہ اس کا مطلب صرف اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ یہ خاص چیز آپ کو اس عزیز کی یاد دلا رہی ہے۔ اگر وہ پتھر اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص پروگرام کے تحت آسمان سے بھجوایا ہے تاکہ وہ دنیا میں بننے والی پہلی عبادت گاہ میں استعمال ہو تو یہ حقیقت اس پتھر کو ہمارے لئے بہت عزیز کردیتی ہے۔ اس پتھر کو بوسہ دینا فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔

س: کیا اوقات نماز کے دوران دینی لٹریچر کی خرید و فروخت جائز ہے؟

ج: فرمایا کہ مساجد جو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ہوتی ہیں ان میں کسی قسم کی خرید و فروخت کی اجازت نہیں ہوتی کسی فرد یا تنظیم کو یہ اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ مسجد کی حرمت کو نظر انداز کرتے ہوئے ایسا کوئی قدم اٹھائیں البتہ مسجد سے باہر جبکہ نمازی جارہے ہوں یا نماز کے لئے آرہے ہوں ایسا ہو سکتا ہے لیکن مسجد کے اندر ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہئیے اگر ماضی میں ایسا ہوتا رہا ہے تو اس بات کو نوٹ کر لیا جائے کہ آئندہ ایسا نہ ہو۔

دوبارہ یہ سوال پوچھنے پر کہ کیا نصرت ہال اور محمود ہال (لنڈن) بھی اس زمرے میں شامل ہیں حضور نے فرمایا کہ اگرچہ یہ دونوں جگہیں مسجد نہیں لیکن وہاں پر بھی نماز کے دوران وہی شرائط ہونگی۔

س: کیا امام مہدی کا اہل بیت میں سے ہونا ضروری تھا؟

ج: فرمایا کہ تمام شیعہ فرقے اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی اہل بیت میں سے تھے اور ان کو اس حقیقت کا بھی بخوبی علم ہے کہ آنحضرت سے ان کی کوئی رشتہ داری نہ تھی چونکہ آنحضرت نے ان کے اہل بیت میں سے ہونے کا اعلان کیا اس لئے وہ اہل بیت کا حصہ بن گئے۔ اس ایک مثال سے ہی اہل بیت کے لفظ کی اصل حقیقت ظاہر ہو کر اس بات کا حتمی ثبوت پیش کرتی ہے کہ کسی فرد کے اہل بیت میں سے ہونے کے لئے خونی رشتہ داری ضروری نہیں۔ نیز اس میں لفظ اہل بیت کے مفہوم کے مطابق کسی شخص کی بزرگی اور پاکیزگی بھی اس کو اہل بیت میں شامل کر سکتی ہے۔ جب اسلام کے دوبارہ احیاء کی پیشگوئی کرنیوالی یہ آیت قرآنی نازل ہوئی کہ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا ... وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ... (سورہ جمعہ) اور آنحضرت ؐ نے اس کو پڑھا تو وہاں پر بیٹھے ہوئے صحابہ نے پوچھا کہ وہ خوش قسمت انسان کون ہوں گے تو آپ ؐ نے وہاں پر موجود حضرت سلمان ؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اگر دین ثریا تک بھی چلا جائے گا تو ان میں سے کچھ لوگ اس کو واپس لے آئیں گے اور آپ نے اس وقت اپنا ہاتھ اس صحابی کے کندھے پر رکھا جن کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اہل بیت میں سے ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔ کیا ان حقائق کی روشنی میں اس حدیث کی حقیقت خود بخود واضح نہیں ہو جاتی۔

س: کیا نزول مصائب کا سبب ہمیشہ انسانوں کے گناہ ہوتے ہیں؟

ج: فرمایا۔ جب کسی سوسائٹی کے زیادہ افراد گناہ کی لذت کے دلدادہ ہو جاتے ہیں۔ تو یہ صورت حال پوری قوم کی تباہی کا پیش خیمہ بن جاتی ہے وہ چند افراد جن کا سوسائٹی کو بگاڑنے میں کوئی دخل نہیں ہوتا معصوم ہونے کے باوجود ان مصائب کا شکار ہو جاتے ہیں جو اس پوری قوم یا ملک کا مقدر بن چکے ہوتے ہیں قرآن کریم ہمیں خبردار کرتا ہے کہ ان برائیوں سے بچتے رہو جن کی سزا معصوم و خطاکار کو یکساں ملتی ہے دنیا کے حالات کا بنظر غائر مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں جو مصائب دنیا پر آنے والے ہیں وہ ابتداءً خود ان کے اپنے پیدا کردہ ہیں۔ یورپین سوسائٹی خوشحال نظر آتی ہے اور ان کو تمام بنیادی ضروریات زندگی میسر ہیں اور بظاہر ان کو کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہئیے لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ غریب ممالک میں لوگ بنیادی ضروریات زندگی میسر نہ آنے کی وجہ سے ذہنی بے سکونی میں مبتلا ہیں اور جرائم کرتے ہیں تو کسی حد تک ان کے اس فعل کی سمجھ آسکتی ہے گو جرائم تو جرائم ہی ہوتے ہیں خواہ ان کو کرنے والا کوئی بھی ہو لیکن ایک بھوک و افلاس کا ستایا ہوا انسان اپنے پیٹ کی خاطر ایسا کام کرے تو کسی حد تک اس کے جرائم کرنے کی وجہ ہوتی ہے لیکن یورپین سوسائٹی میں ایسے ایسے ہولناک اور خوفناک جرائم وقوع پذیر ہوتے ہیں کہ ان کی زد سے نہ معصوم بچے بچتے ہیں اور نہ ہی بے ضرر مخلوق خدا۔ ایسے جرائم کرنے والوں کا شکار بعض اوقات صرف دوسروں کے بچے ہی نہیں ہوتے بلکہ بعض اوقات اپنے معصوم بچے بھی ماں باپ کے گھناؤنے جرائم کا شکار ہوتے ہیں اور پھر وہ معصوم انسان نفسیاتی مریض بن کر ساری زندگی ایک معذور انسان کی طرح گزارتے ہیں مختلف قسم کے نشہ جات اور DRUGS کے استعمال نے ان انسانوں کو جانوروں سے بھی بدتر بنا دیا ہے۔ ان میں کوئی شرم یا لحاظ باقی نہیں رہ گیا۔ ایسے لوگوں نے پوری کی پوری سوسائٹی کو اپنے جرائم کی بدولت سخت اذیت میں مبتلا کر رکھا ہے۔

س: کیا مسلمان صوفی منصور کا انا الحق کہنا جائز تھا؟

ج: فرمایا کہ منصور ایک صوفی منش بزرگ تھے نہایت متقی اور پرہیزگار تھے انہوں نے کبھی خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ انا الحق کا مطلب استعارۃً ایسا بھی ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے خلاف نہ ہو۔ مثال کے طور پر انا الحق سے یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ میں اپنے خدا میں پوری طرح مدغم ہو گیا ہوں بعض لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت میں اپنی ذات کو بھول جاتے ہیں ایسے لوگ صوفیانہ مزاج رکھتے ہیں علماء کا ان کو سزا دینا ایک غلط اور ناجائز فعل تھا۔ بفرض محال اگر کوئی شخص خدائی کا دعویٰ بھی کرتا ہے تو کسی دوسرے انسان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اسے موت کی سزا دے قرآن کریم میں ایسی سزا کا کوئی ذکر نہیں اور آنحضرت سے بھی اس قسم کی سزا دینے کا کوئی جواز ثابت نہیں لہذا ایسی سزا غیر اسلامی ہے جہاں تک میرا ذاتی خیال ہے وہ بہت نیک شخصیت کے مالک تھے اور انا الحق کا دعویٰ شدید محبت کے اظہار کے لئے استعارۃً استعمال کیا گیا تھا ان کے علاوہ بعض اور بھی ایسے درویش قسم کے لوگ تھے جنہوں نے ایسے ہی نعرے بلند کئے جو ایک عام آدمی کے نزدیک بظاہر کفر کے ہوں گے لیکن ان کی زندگی کے حالات جانتے ہوئے اور اسلام کے لئے ان کی قربانیاں دیکھتے ہوئے یہ ناممکن ہے کہ ان کے خلاف فیصلہ دیا جائے ایک بزرگ جو کہ شاعر بھی تھے لکھتے ہیں ؎

پنجہ در پنجہ خدا دارم
من چہ پروائے مصطفیٰ دارم

کہ میرا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں ہے مجھے مصطفیٰ کی کیا پرواہ ہے اب وہ بزرگ آنحضرت کے شیدائی اور عاشق تھے تمام زندگی ان کی محبت و الفت میں بسر ہوئی وہ آنحضرت کی سنت کی پیروی کرنے والے تھے۔ پھر کس طرح ممکن ہے کہ ایسا انسان ایک دم اپنے آقا اور اپنے مالک کے خلاف ہو جائے ظاہر ہے کہ ہم اسے دوسرے معنی ہی دیں گے ہم اس میں کس حد تک کامیاب ہو سکتے ہیں یہ اور بات ہے لیکن یہ بات یقینی ہے کہ ان کے دعویٰ کا ضرور کوئی اور مطلب ہے جو ہماری سمجھ میں نہیں آرہا۔

ولادت

مکرم حامد احمد صاحب دہلوی کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۳ر اپریل ۸۶ء کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ نام عادل احمد تجویز کیا گیا ہے۔ نومولود محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان کا پوتا اور مکرم عبد السمیع خان صاحب آف بنارس کا نواسہ ہے۔ قارئین سے نومولود کی صحت و سلامتی، درازی عمر اور قرۃ العین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(ادارہ)

خاتمیتِ محمدیؐ

از مکرم سید عبد العزیز صاحب نیوجرسی امریکہ

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ تحذیر الناس میں خاتم النبیین کے لغوی معنی پیش کر کے خاتم اور خاتمیت پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

مولانا موصوف کے مخالفین نے شدت سے اختلاف کیا ہے۔ لیکن مولانا نانوتوی کے پیش کردہ معنی کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اسی طرح سے آپ کے حامیوں نے آپ کے بیان کردہ حقائق کی تاویلیں کی ہیں۔ لیکن آپ کے بیان کردہ لغوی معنی سے انکار نہیں کر سکے۔ اور آپ کے بتائے ہوئے معنی سے راہِ فرار کی تلاش کی جاتی ہے رسالہ تحذیر الناس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا موصوف کی کوشش یہ تھی کہ عوام کے اِس غلط خیال کو کہ خاتم النبیین کے معنی کہ محمد رسول اللہؐ سب میں آخری نبی ہیں رد کیا جائے تا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلیٰ اور ارفع مقام مسلمانوں پر ظاہر ہو۔

مولانا نانوتوی نے بجا طور پر اس غرض کے لئے لغت عرب کو پیش کیا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

”خاتم بفتح التاء کا اثر اور نقش مختوم علیہ میں ہوتا ہے ایسے ہی موصوف بالذات کا اثر موصوف بالعرض میں ہوتا ہے“

مندرجہ بالا عبارت میں اختصار ہے لیکن نہایت عمدگی سے خاتم النبیین کے معنی اور اس کی تشریح کر دی گئی ہے۔

مولانا موصوف نے خاتم کو موصوف بالذات کے مقابلہ پر رکھا ہے اور مختوم علیہ کو یعنی النبیین کو موصوف بالعرض کے مقابلہ پر۔ اس طرح سے خاتم النبیین کے معنی یہ ہونگے کہ خاتم جو منبع فیض و اثر و نقش ہے اُس کے یہ اوصاف دوسرے انبیاء میں محمد رسول اللہ کی برکت سے اور فیض سے نفوذ ہوئے۔

اس طرح محمد رسول اللہؐ اصل اور والد معنوی ہوئے اور باقی انبیاء نسل۔ ظل اور بمنزلہ اولاد معنوی۔

مولانا محمد قاسم فرماتے ہیں:۔

”موصوف بالذات اوصاف عرضیہ کی اصل ہوتا ہے اور وہ (اوصاف عرضیہ۔ناقل) اُس کی نسل“

نیز مولانا فرماتے ہیں:۔

”ذات بابرکات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم موصوف بالذات بالنبوۃ ہوئی اور انبیاءؑ باقی موصوف بالعرض تو یہ بات اب ثابت ہوگئی کہ آپؐ والد معنوی ہیں اور انبیاءؑ باقی آپ کے حق میں بمنزلہ اولاد معنوی“

مولانا موصوف کے یہ بیان کردہ معنی رسالہ تحذیر الناس میں بیان کردہ حقائق کے لئے بطور کلید کے ہیں۔ مولانا کے مخالفین نے بغیر کسی وجہ کے خاتم کے لغوی معنی سے گریز کیا ہے اور وہ لوگ جو مولانا کے مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے لغوی معنی کو نظر انداز کر کے لفظ خاتم اور خاتمیت کی تاویلیں کی ہیں اور تاویلیں بھی وہ جسے مولانا عوام کا خیال کہہ چکے ہیں۔

منبع فیض و اثر

چونکہ خاتم کے معنی منبع فیض و اثر ہیں اس لئے مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نکتہ کی مزید وضاحت کے لئے فرمایا کہ اگر زمانہ نبوی میں یا بعد میں کوئی نبی آئے تو اس سے آنحضرتؐ کے خاتم ہونے میں اور اُس سے خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا کیونکہ خاتم کے معنی آخری نبی کے نہیں ہیں۔ بلکہ یہ عوام کا خیال ہے مولانا اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں۔

”اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے“

نیز آپ فرماتے ہیں:۔

”اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا“

خاتم کے معنی چونکہ منبع فیض و اثر ہیں نہ کہ آخری نبی۔ لہٰذا آنحضرتؐ کے بعد نبی کے آنے سے خاتمیت محمدی زیادہ شان سے ظاہر ہوگی کیونکہ اُس کی نبوت محمد رسول اللہ کے فیض سے ہوگی۔ اور وہ زمانہ محمدی زمانہ ہوگا کیونکہ اُس وقت محمدی فیض کا ظہور ہو رہا ہوگا۔ خاتم النبیین ایک دائمی صداقت ہے۔ محمد رسول اللہؐ کا فیض ہمیشہ کے لئے جاری رہے گا۔ نیز خاتمیت محمدی اور آنحضرتؐ کا خاتم ہونا مولانا نانوتوی کے بیان کے مطابق نبوت کے دروازہ کو بند نہیں کرتا۔

تاویلِ خاتم النبیین

احمدی خاتم النبیین کے لغوی معنی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے انبیاء کے لئے منبع فیض و اثر ہیں اُس پر اُن کا ایمان اور یقین ہے۔ غیر احمدی علماء خاتم کے لغوی معنی کو تسلیم نہیں کرتے اور خاتم کے معنی لفافہ پر جو مُہر ہوتی ہے اُس کے کرتے ہیں۔ جو کسی طرح سے بھی درست نہیں ہیں۔ پھر ان معنوں کی بھی وہ تاویل کرتے ہیں یعنی لفافہ پر جو مُہر ہوتی ہے اُس کی بھی تاویل کرتے ہیں۔

ختم نبوت کا منکر کون؟

غیر احمدی علماء خاتم کے لغوی معنی منبع فیض و اثر تسلیم نہیں کرتے۔ اور لفافہ والی مُہر کے معنی اُس پر چسپاں نہیں ہوتے قارئین خود فیصلہ کر سکتے ہیں منکر ختم نبوت کون ہوا؟ وما علینا الا البلاغ۔

ختمِ نبوت میں کونسی مُہر مراد ہے؟

مفردات راغب کی طرح انسائیکلو پیڈیا آف اسلام جلد چہارم زیر لفظ خاتم۔ مُہر کی دو قسمیں بیان ہوتی ہیں۔

اوّل:۔ SEAL-MATRIX یعنی وہ مُہر جو بطور سانچا اور منبع کے ہے۔

دوئم:۔ IMPRESSION یعنی وہ مُہر جو بطور اثر اور ظل کے ہے۔

خاتم النبیین میں کونسی مُہر مراد ہے۔ اُس کے متعلق خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا فیصلہ دیدیا ہے۔ آپ نے فرمایا آپ نے انبیاء پر مُہر لگائی ہے۔ اِس سے وضاحت ہو جاتی ہے کہ آپ کے ذریعہ سے جو مُہر لگی وہ SEAL-MATRIX تھی (سیل میٹرکس) اور آپ نے جو اثر اور نقش پیدا کیا وہ انبیاء کا اثر (IMPRESSION) تھا۔ اثر سے مُہر نہیں لگائی جاسکتی آنحضرتؐ کے واضح فرمان کی موجودگی میں خود غرض علماء خاتم النبیین میں جو خاتم ہے اُس کے معنی (IMPRESSION) کے کرتے ہیں جو علماء کے نزدیک لفافہ والی مُہر ہے۔

اثر اپنے وجود کے لئے دوسرے کا محتاج ہوتا ہے اور اُس میں وہ قوت اور تاثیر نہیں ہوتی کہ سیل میٹرکس کی طرح اثر یا ظل پیدا کر سکے۔ لہٰذا علماء کے معنی کے لحاظ سے محمد رسول اللہ اپنے وجود کے لئے دوسرے انبیاء کے محتاج ہیں اور وہ دوسرے انبیاء کی قوت قدسی کے نتیجہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ نیز آپؐ خود فیض اور اثر پیدا کرنے کی مقدرت نہیں رکھتے۔ کیونکہ آپؐ علماء کے نزدیک اثر ہیں (نعوذ باللہ من ذالک)

خاتم النبیین میں خاتم کے معنی اثر IMPRESSION کے کرنا (یعنی لفافہ والی مُہر) آنحضرتؐ کے منشا کے خلاف اور آپؐ کی شان کے بھی منافی ہے۔

غیر احمدی مولوی صاحبان کا یہ دعویٰ ہے کہ خاتم کے معنی وہ مُہر ہے جو لفافہ کے اُوپر لگائی جاتی ہے۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ لفافہ پر جو مُہر ہوتی ہے وہ اصلی مُہر کا اثر اور ظل ہے۔ محمد رسول اللہ ظل اور اثر نہیں بلکہ آپؐ نے اظلال اور آثار پیدا کئے اور پیدا کرتے ہیں۔ لفافہ والی مُہر ظل اور اثر ہونے کی وجہ سے اُس سے مُہر نہیں لگائی جاسکتی۔ محمد رسول اللہؐ نے فرمایا آپ نے انبیاء پر مُہر لگائی۔ اب علماء بتائیں کہ محمد رسول اللہؐ کونسی مُہر ہیں؟

یہ علماء محمد رسول اللہؐ کے لئے وہ معنی چنتے ہیں جو گھٹیا قسم کے ہیں۔ اور جن معنی کو حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

کلامِ عرب

کلام عرب میں خاتم الاولیاءؑ اور خاتم الشعراء وغیرہ کے محاورے استعمال ہوئے ہیں۔ اس کے معنی ہمیشہ افضل الاولیاء اور افضل الشعراء کے کئے گئے ہیں۔ لیکن خاتم الانبیاء کے معنی علماء کے نزدیک ختم کے ہو جاتے ہیں۔ ان علماء نے ایک ہی چیز کی پیمائش کے لئے بد دیانت دوکاندار کی طرح دو الگ الگ پیمانے رکھے ہوئے ہیں۔

خاتم الانبیاء سے ملتی جلتی مثالیں ملک الملوک اور قاضی القضاۃ ہیں۔ معنی کی غرض سے خاتم الانبیاء کو نبی الانبیاء کہہ سکتے ہیں کیونکہ خاتم بھی انبیاء کے گروپ کا ایک فرد ہے۔ نیز خاتم الانبیاء دیں انبیاء پر مُہر لگنے سے دیگر انبیاء محمد رسول اللہ کے آثار اور اظلال ہیں یعنی خواتم اور ترکیب یوں ہوگی خاتم الخواتم۔ خاتم محمد رسول اللہؐ ہیں اور خواتم دوسرے انبیاء۔

دیانت داری کا تقاضا

دیانت داری کا تقاضا یہ ہے کہ علماء اگر خاتم کے معنی منبع اور سرچشمہ کے قبول نہیں کرتے جیسا کہ مفردات راغب اور انسائیکلو پیڈیا آف اسلام جلد چہارم میں درج ہے تو عام مسلمانوں کو بتائیں کہ وہ مجبور ہیں وہ صرف خاتم کے معنی اثر یا لفافہ والی مہر کے کرتے ہیں اگرچہ یہ معنی آنحضرتؐ کے واضح ارشاد کے خلاف ہیں)۔ رسول اکرمؐ کی منشاء کے خلاف ہیں۔ رسول عربیؐ کی شان کے خلاف ہیں۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ ✦

افسوس! محترم قریشی فضل حق صاحب درویش وفات پاگئے!

جیسا کہ گزشتہ اشاعت میں یہ افسوسناک اطلاع شائع کردی گئی تھی، مؤرخہ ۲۸ر شہادت (اپریل) کو محترم قریشی فضل حق صاحب درویش وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیوہ پانچ بیٹیاں ایک ربیبہ اور ایک بیٹا سوگوار چھوڑا ہے سوائے ایک بیٹی کے جس کا نکاح ہو چکا ہے اور عنقریب رخصتانہ ہونے والا ہے تمام اولاد شادی شدہ اور صاحب اولاد ہے مرحوم کے بیٹے مکرم قریشی انعام الحق صاحب نائب ناظر تعلیم کے طور پر خدمت سلسلہ بجالا رہے ہیں جبکہ چار داماد بھی قادیان ہی میں سلسلہ کی مختلف خدمات کی توفیق پا رہے ہیں۔

مرحوم قریشی فضل حق صاحب، مقبوضہ کشمیر کے شہر میرپور کے موضع کنڈور کے باشندہ تھے۔ ان کے بھائی مکرم قریشی محمد حنیف صاحب مرحوم اس موضع کے اوّلین احمدی تھے جو بنگال، اڑیسہ اور پنجاب وغیرہ میں بیسیوں مقامات پر ہزارہا میل سائیکل پر سفر کرتے ہوئے اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچاتے رہے اور اسی لئے وہ "سائیکل سیاح" مشہور تھے۔ انہی کی تبلیغ سے مرحوم قریشی فضل حق صاحب نے ۱۹۴۰ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دستِ مبارک پر بیعت کرکے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور قبولِ احمدیت کے بعد قادیان ہی کے ہو رہے۔ چھ سال تک قادیان کے قریب موضع سیکھواں میں احمدیہ اسکول میں تدریس کے ساتھ ساتھ سیکرٹری مال اور خطیب مسجد کے طور پر خدمات بجالاتے رہے اور تقسیم ملک کے بعد ۱۵ر اگست ۱۹۴۷ء کو قادیان میں قیام پذیر ہوکر درویشی کی سعادت پائی۔

مرحوم اصطلاحی اور معنوی دونوں ہی لحاظ سے درویش تھے۔ نہایت سادہ، منکسر المزاج۔ صوم و صلوٰۃ کے بیحد پابند، چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ اور جہاں درویشانہ ماحول کی رونق تھے وہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرائض حتی المقدور ادا کرتے رہتے تھے۔ حدیث نبوی خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ کے مطابق قریباً ساری ہی زندگی درس و تدریس میں گزاری خصوصاً اردو اور دینیات کی تدریس، مرحوم کا محبوب مشغلہ تھا۔ احمدیت سے پہلے بھی کنڈور میں اپنی مسجد کے امام اور اسلامی مدرسگاہ کے مدرس تھے اور قبولِ احمدیت کے بعد بھی اپنی محبوب مشاغل میں مصروف رہنے کی توفیق پائی۔

"تاریخِ احمدیت جموں و کشمیر" کے مؤلف محترم مولوی محمد اسد اللہ قریشی صاحب کو ۱۹۷۲ء میں مرحوم نے اپنے مختصر حالاتِ زندگی لکھ کر بھجوائے تھے جو کتاب ہذا کے صفحہ ۱۸۸ و ۱۸۹ پر شائع شدہ ہیں ——— اس میں لکھا ہے کہ "قادیان میں حسب ہدایت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ، دو اسکولوں کی بنیاد رکھی ایک "پرائمری سکول" جسمیں چار سال تک ہیڈ ماسٹر رہا۔ جس میں مسلم طلباء کے علاوہ غیر مسلم طلباء بھی پڑھتے رہے۔ دوسرا "نصرت گرلز سکول" اس میں کچھ عرصہ تعلیم دی۔" مرحوم نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے کہ ۲؍۸؍۱۹۴۶ کو چار لڑکوں سے سکول جاری ہوا۔" گویا تقسیم ملک کے بعد علمی درسگاہوں کو جاری کرنے والے اداروں کے روح رواں مرحوم قریشی صاحب ہی تھے ——— علم سکھانے کا اس قدر شوق تھا کہ بوجہ پیرانہ سالی جب مدرسہ تعلیم الاسلام سے ریٹائر ہوئے تو احمدیہ بازار میں واقع اپنی ایک چھوٹی سی سٹیشنری کی دکان ہی کو درسگاہ بنالیا۔ بیسیوں غیر مسلموں نے اردو کی تعلیم مرحوم سے حاصل کی اور بیسیوں اپنے بچوں نے قرآن سیکھا۔ ذاتی نوٹ کے مطابق ۱۹۷۲ء تک ۴۳ بڑی عمر کے درویشوں کو قرآن مجید ختم کرا چکے تھے۔

تقسیم ملک کے بعد ہی سے قریباً سترہ سال تک خادم مسجد مبارک کے طور پر بھی خدمت بجالانے کی سعادت ملتی رہی۔ ۱۹۵۴ء تک جب تک کہ مونگھیر کے مکرم قمر الہدیٰ صاحب مرحوم کی بیٹی سے دوسری شادی نہیں ہوئی تھی خود نوشت ڈائری کے مطابق حالتِ تجرد میں بجز پنجگانہ نمازوں، نماز تہجد، اکثر روزے رکھنے اور قرآن کریم پڑھنے پڑھانے اور زنانہ و مردانہ درسگاہوں میں تعلیم دینے کے اور کوئی خاص مشاغل نہیں تھے پھر وہ وقت بھی آیا جب مرحوم کا گھر کثیر اولاد اور نواسے نواسیوں وغیرہ سے بھرا رہتا لیکن اس گہما گہمی میں بھی مرحوم کے دینی مشاغل بدستور وہی رہے۔

غربت اور درویشی ہی کے عالم میں پانچ بیٹیوں کی شادیاں کیں اور پہلی نوعمر بیوی کی وفات ہو جانے پر گزشتہ جلسہ سالانہ کے موقع پر بیٹے کی دوسری مرتبہ شادی کی ——— اب ایک بیٹی کی شادی ہونے والی تھی کہ اقرباء کو گویا یہ سمجھاتے ہوئے رخصت ہوگئے کہ میرے سب کام خدا تعالیٰ نے ہی اپنے فضل سے انجام دیئے اس بیٹی کی شادی کا مرحلہ بھی وہی اپنے فضل سے تکمیل کو پہنچادے گا۔

کئی مرتبہ کھانسی وغیرہ کے سبب شدید بیمار ہوتے رہے مگر چند ہی دنوں بعد صحتیاب ہوکر اپنی دکان پر پہنچ جاتے رہے۔ لیکن آخری مرتبہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے وہ بجز ضعف کے چنداں تکلیف دہ بھی نہ تھا اور نہ ہی کوئی تشویش والی صورت تھی ——— مگر مرحوم کو شاید عالم جاودانی کی طرف اپنے سفر کا علم ہو چکا تھا اس لئے چند ہی دنوں میں ظاہری لحاظ سے اس سفر کی تیاری مکمل کرلی تھی۔ وصیت کردی، قرآن کریم کے نسخے اور دینی کتب وغیرہ اقرباء میں تقسیم کردیں آخری غسل کس جگہ اور کس کے ذریعے دلوایا جائے سب باتوں کی وضاحت کردی اور تین دن قبل ضعف ہی کی حالت میں سائیکل پر پیچھے بیٹھ کر مسجد مبارک گئے مسجد اور بیت الدعا میں نفل ادا کئے اور واپسی پر دکان پر رک کر کچھ ضروری کاغذات وغیرہ نکال کر گویا اب اس طرف دوبارہ نہیں آنا ہے واپس گھر آگئے۔ ایک دن قبل مقامی پرائیوٹ ڈاکٹر کے پاس لیجاکر گلوکوز لگوایا گیا۔ خاکسار بھی اس موقعہ پر موجود تھا اچھی ہوش کی حالت تھی کلمہ شہادت اور درود شریف کا بکثرت ورد کرتے رہے اور ایک ہی بوتل ختم ہونے پر باصرار گھر واپس آگئے۔ رات بے چینی رہی۔ تہجد کے وقت سے ہی باہر کے دروازے کی طرف اشارہ کرکے "ابھی آتا ہوں۔ ابھی آتا ہوں" کہتے رہے اور نماز فجر کے وقت کے بارہ میں بار بار پوچھتے رہے اصرار کرنے پر کرسی پر بٹھایا گیا تو نماز فجر ادا کی قریباً ایک گھنٹہ بعد ہی نزع کی حالت

اور اقرباء موجود تھے، ۷۴ سال کی کامیاب دنیاوی زندگی گزار کر نہایت سکون کیساتھ آخری سفر پر روانہ ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

درویش مرحوم قریشی صاحب کی یہ مختصر درویشانہ روئداد نامکمل رہے گی۔ اگر اُس خاص شغف کا ذکر نہ کیا جائے جو آپ کو نہ صرف اپنی بلکہ اپنے سارے معاشرے کی ڈائری لکھنے کا تھا ——— کون مہمان وارد ہوا۔ کون دورے پر گیا۔ کون بیمار ہوا۔ کس کے ہاں ولادت یا وفات ہوئی۔ کونسا جلسہ کس موقعہ پر منایا گیا وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ ہر چھوٹی بڑی بات تاریخ وار رجسٹر میں درج کرتے جاتے تھے۔ ان رجسٹروں میں سے غالباً بعض ضائع ہو چکے ہیں تاہم جو موجود ہیں وہ ایسا سرمایہ ہیں کہ زمانہ درویشی کی بہت سی یادیں، باتیں اور مفید معلومات ان میں درج ہیں۔ اس روزنامچے کے علاوہ ایک علیحدہ رجسٹر بھی دیکھنے میں آیا جسمیں درویش بھائیوں کے اسم وار مع اہل و عیال کوائف درج کئے گئے ہیں ——— !

ایمان افروز بات یہ ہے جیسا کہ لکھا جا چکا ہے یوں معلوم ہوتا تھا گویا مرحوم کو سفرِ آخرت کی اطلاع مل چکی تھی چنانچہ ۵ر اپریل ۸۶ء کی ڈائری میں لکھا ہے۔ "قادیان کے محلہ احمدیہ میں ہیضہ کا ٹیکہ لگایا گیا۔" اسی روز کا واقعہ ہے کہ مکرم مظاہر حسین صاحب مدرس تعلیم الاسلام سکول اپنا کچھ بقایا ادا کرنے دکان پر گئے۔ مرحوم نے لیٹے لیٹے کاپی اٹھانے کے لئے کہا اور ضعف کے سبب وصولی نہ ڈال سکے تو موصوف کو کہا خود ہی وصولی ڈال دو۔ لیکن چند لمحوں بعد طبیعت ذرا سنبھلی تو پھر اپنے ہاتھ سے بھی وصولی ڈالی پھر کہا "وہ لمبا رجسٹر پکڑا دو" یعنی دنیا ڈائری والا رجسٹر۔ پھر موصوف کے سامنے ہی ذیل کے الفاظ اس رجسٹر پر اپنے ہاتھ سے درج کئے:۔

"وفات) قریشی فضل حق درویش محلہ احمدیہ متعلقہ نمبر خانہ ... بیماری زیادہ کمزوری ہوگی ۵ر اپریل ۱۹۸۶ء"

گویا ۵ر اپریل کے بعد کوئی اور واقعہ درج نہ کر سکے اور وفات تک بجز زیادہ کمزوری کے اور کوئی خاص بیماری لاحق نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ اقرباء نے وفات کے آگے جو تاریخ کا خانہ مرحوم نے خالی چھوڑا تھا

شروع ہوئی اور اس حالت میں کہ ساری اولاد و ... "مؤرخہ ۲۸ر اپریل ۸۶ء صبح سوا سات بجے" ...

بھی خانہ پری کردی ——— اور یوں ایک درویش کی ذاتی اور برادری کی دنیاوی ڈائری کا سلسلہ، مرحوم کے اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہونے سے منقطع ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریقِ رحمت کرے اور جنت الفردوس کے اعلیٰ علیین میں مقام قرب عطا فرمائے۔ جملہ پسماندگان کو صبرِ جمیل اور مرحوم کے نیک نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

مرحوم قریشی فضل حق صاحب درویش موصی تھے۔ اُسی دن یعنی مؤرخہ ۲۸ر اپریل کو جنازہ گاہ بہشتی مقبرہ میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے کثیر احباب سمیت نماز جنازہ پڑھائی اور بعد تدفین قبر کے تیار ہونے پر اجتماعی دعا کرائی۔ ادارہ بدر مرحوم درویش کے جملہ لواحقین سے اظہارِ تعزیت کرتا ہے۔

(محمد انعام غوری قائم مقام مدیر)

یادِ رفتگان

پیاری اُمّی جان مکرمہ رضیہ سلطانہ صاحبہ اہلیہ مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب سابق ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

از مکرمہ سعیدہ ستارہ بیگم صاحبہ دختر نیک اختر مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب

میری بے حد پیاری۔ قابلِ صد احترام اُمّی جان۔ بیشمار خوبیوں کی مالک تھیں۔ مَیں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ یوں مجھے اُن کے بارہ میں لکھنا پڑے گا۔ اُن کے بارہ میں جتنا بھی لکھوں کم ہے۔

میری اُمّی جان شیریں سخن۔ مہمان نواز۔ ہمدرد و غمگسار۔ وفا شعار اور صابر باحوصلہ اور صوم و صلوٰۃ کی سخت پابند تہجد گزار۔ جھوٹ۔ شرک اور منافقت سے سخت متنفر۔ نیک سیرت۔ ہر دلعزیز۔ دینی غیرت کا مجسمہ۔ مستقل مزاج۔ انتہائی مخلص اور خدمتِ خلق میں قلبی راحت پانے والی۔ حاجت مندوں کی مدد کرنے والی خاتون تھیں خدا تعالیٰ نے ہاتھوں میں شفا رکھی تھی غربا کا مفت علاج کیا کرتی تھیں۔

شعر

ہر قدم پر اُن سے وابستہ ہیں یادیں بے شمار

ننھیال اور ددھیال دونوں طرف سے صحابہؓ کی اولاد ہونے کا انہیں شرف حاصل تھا۔ حضرت میاں محمد اکبر صاحب رضی اللہ عنہ کی پوتی اور حضرت مولوی وزیر الدین صاحب رضی اللہ عنہ آف کھریاں ضلع ہوشیار پور کی پڑنواسی تھیں اور یہ دونوں بزرگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی ۳۱۳ صحابہؓ میں سے تھے۔ اُنہیں کے اخلاق اُمّی جان نے ورثہ میں پائے تھے۔

اُمّی جان نے کبھی خوشیوں کے لمحات میں کوئی بڑائی کا لفظ کبھی استعمال نہیں کیا۔ نہ تکلیف کی گھڑیوں میں کبھی شکوہ کیا۔ جب کبھی رنجیدہ ہوتیں اپنے خدا کے حضور گر کر اپنے مولا کو یاد کرتی تھیں اور اپنے اللہ سے رو رو کر باتیں کر کے اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرتیں۔ خود دار اس قدر تھیں کہ کیسے بھی حالات ہوں ماں باپ سے مانگنا تو درکنار کبھی اُن سے اپنی تکلیف کا اظہار بھی نہ کرتیں مَیں نے تو اُنہیں ہمیشہ اپنے خدا سے دُعائیں کرتے دیکھا۔ عبادت الٰہی میں شغف اور اپنے مولیٰ سے خاص تعلق تھا۔ اُمّی جان حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا بھی بے حد خیال رکھتی تھیں۔ ابا جان کی قلیل آمد میں اس قدر سلیقہ شعاری سے گھر چلاتیں اخراجات پورے کرتیں کہ اپنے

پرائے حیران ہوتے تھے حیات سادہ زندگی بسر کی۔ جہاں تک دینی خدمات کا تعلق ہے۔ اُمّی جان زندگی بھر اُسے ہر دوسرے کاموں پر ہمیشہ مقدم رکھتیں۔ اور ہمیشہ خدمت بجا لانے کے لئے مستعد رہتیں۔ خدا تعالیٰ پر پختہ ایمان تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے حقیقی محبت تھی۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہر فرد سے محبت کرتیں اور دل سے اُن کا احترام کرتیں۔ جب بھی حضرت مصلح موعودؓ کی ملاقات کے لئے جاتیں یا حضرت اُم المومنینؓ سے ملنے جاتیں تو اپنے بچوں کو ضرور ساتھ لے جاتیں۔ ہم خوش نصیب ہیں کہ ہم نے ان دو عظیم ہستیوں کے پیار اور دعاؤں سے خوب حصّہ لیا۔ علاوہ ازیں اُمّی جان کا معمول تھا کہ جب کبھی حضورؓ کی ملاقات کے لئے جاتیں تو چاروں بیویوں کے ہاں بھی ضرور جاتیں اور ہمیں بھی ساتھ لے جاتیں۔ ان سب کی دعاؤں۔ حضور سے علاج معالجے کے سلسلہ میں ادویات و تبرکات سے بہرہ ور ہونے کی سعادت نصیب ہوتی رہی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

میری بسم اللہ حضرت سیدہ اُمّ ناصر رضی اللہ عنہا نے کرائی اور آمین بھی بے حد شاندار ہوئی۔

ایک مرتبہ اُمّی جان نے حضور کی خدمت میں میرے گلے کی تکلیف کے بارہ میں درخواست کی۔ میرے معالج محترم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب تھے۔ اُمّی جان نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور سب ڈاکٹر آپریشن کا مشورہ دے رہے ہیں۔ بچی کا باپ پردیس میں ہے۔ آپ دُعا کریں کہ بغیر آپریشن کے بچی ٹھیک ہو جائے۔ حضورؓ نے میرے لئے دوائی کی دو شیشیاں عنایت فرمائیں۔ جن میں ساگو دانہ کی طرح سفید گولیاں تھیں جو مجھے کھلانے کو دیں۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ حضور پر نور کی دُعا اور دوا سے مجھے خدا تعالیٰ نے آج تک آپریشن سے محفوظ رکھا۔ اُمّی جان حضرت مصلح موعودؓ کی ملاقات کے لئے جب آتیں تو ملاقات کے بعد حضرت سیدہ اُمّ وسیم صاحبہ رضی اللہ عنہا

کے پاس ٹھہرتیں۔ سیدہ موصوفہ نے اُمّی جان کو اپنی بیٹی بنایا ہوا تھا۔ بیٹی کی حیثیت سے رکھا۔ بے حد پیار کیا۔ بے حد حسن سلوک کیا۔ مَیں قسم نہیں کھاتی کہ جو حسن سلوک آپا جان (حضرت سیدہ اُمّ وسیم صاحبہؓ) اُمّی کے ساتھ کرتی تھیں۔ اگر اُن کے بیٹی ہوتی تو اُس کے ساتھ بھی وہی پیار ہوتا۔ اُمّی کے ہاتھ کے کھانے آپا جان پسند فرماتی تھیں۔ اُنہیں اُمّی کے ہاتھ کے میٹھے پراٹھے بے حد پسند تھے۔ ایک بار آپا جان (سیدہ اُمّ وسیم صاحبہؓ) نے فرمائش کر کے سوہن حلوہ بنوایا تھا۔

حضورؓ نئے عطر بنایا کرتے تھے۔ آپا جان اُمّی کو بھی دیا کرتی تھیں۔ جب محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا نکاح تھا۔ گھر میں سب مہمان آئے ہوئے تھے۔ آپا جان اس تیاری میں مصروف تھیں مہمانوں کی مہمانی سے تواضع فرما رہی تھیں۔ اُمّی نے مجھے اور میرے چھوٹے بھائی کو تقریب میں شمولیت کے لئے تیار کیا اور خود باورچی خانہ میں مصروف ہو گئیں۔ آپا جان نے اُمّی سے کہا اُٹھو جلدی کرو۔ تیار ہو جاؤ۔ آج تو تمہارے بھائی کا نکاح ہے۔ سب سے اچھے کپڑے پہنو اور خوب خوش ہو لیں۔ آپا جان اور اُمّی کی خوشی کی کیفیت کو الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔

ایک روز اُمّی جان حضور کی ملاقات کے لئے گئیں تو نہ جانے کس بنا پر ملاقات نہ ہو سکی۔ اُمّی جان واپس آئیں تو آپا جانؓ برآمدے میں استراحت فرما تھیں۔ اُمّی سے پوچھا رضیہ کیا ہوا۔ اتنی جلدی کیوں واپس آگئیں؟ اُمّی نے وجہ بتائی تو آپا جانؓ اُسی وقت اُٹھیں۔ مختصر سی تیاری کے بعد اُمّی کو لے کر حضور کی خدمت میں پہنچیں۔ اُمّی جان نے حضور کی خدمت میں عرض کیا۔ میرے خاوند کو بُلا دیں۔ مَیں اب بیمار ہو گئی ہوں۔ حضور نے فرمایا اچھا تم اُداس ہو گئی ہو! ہندوستان میں عالم مبلغوں کی کمی ہے۔ وہ تو یہاں نہیں آسکتے۔ آپ کو ہم بھجوا دیتے ہیں۔ اللہ اللہ کتنی محبت تھی حضور کے قلب اطہر میں۔ ہم الفاظ میں بیان نہیں کر سکتے۔ واقفِ زندگی کی بیوی ہونے

کے ناطے ہم نے حضور پُرنور کو اُمّی جان سے اس طرح ملتے دیکھا ہے۔ جیسے ایک باپ بیٹی سے مل کر اُس کے دُکھ درد کو سنتا ہے۔ پہلیں دو دن بعد حضورؓ نے ازراہ ذرہ نوازی پاسپورٹ بنوا کر دیا ساری عمر خدا کے حضور سجدۂ شکر میں پڑی پیشانی رگڑتے رہیں تو بھی شکر ادا نہیں کر سکتے۔ اس سے قبل بیچاری اُمّی جان کراچی تک پاسپورٹ بنوانے گئیں لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ ابا جان سے جدائی کے دوران جن حالات کا اُمّی جان کو مقابلہ کرنا پڑا وہ سب صبر آزما تھے۔ ابا جان کی طرف سے اُمّی جان کو جو خرچ ملتا اُس سے اُمّی اور ہم بھائی بہن تنگی سے گزر بسر کرتے۔ اُن دنوں ہمارا قیام نانا جان مرحوم کے ہاں تھا۔ بڑی خالہ کے گھر تیسری بیٹی پیدا ہوئی۔ تو اُمّی جان حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں نام رکھوایا۔ دُعا کی درخواست کی کہ آپا کے ہاں بیٹے ہوں۔ حضورؓ نے بشریٰ نام تجویز فرمایا۔ اور آگے اولادِ نرینہ کے لئے دُعا فرمائی چنانچہ خالہ جان کے اب ماشاء اللہ چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔

ہم نے اپنی اُمّی جان کو جتنی خدمت اپنے والدین کی کرتے دیکھا ہے بہت ہی شاذ اس کے نمونے نظر آتے ہیں ۱۹۵۵ء میں اُمّی جان پاکستان آئیں۔ ہمارے گھر میں اُن کا قیام تھا اس دوران ربوہ سے نانا جان ملنے آئے۔ نانا جان کو اُمّی جان نے روک لیا۔ چند روز ہم نے اپنی اُمّی جان کو نانا جان کی خدمت کرتے دیکھا۔ ہمیں رشک آتا تھا ان کی خدمت گذاری دیکھ کر۔ اُن کے کپڑے اُتروا کر اپنے ہاتھ سے دھوتیں۔ اُنہیں غسل کراتیں۔ اُن کی پگڑی بڑے اہتمام سے تیار کر کے دیتیں۔ کپڑوں کو استری کرتیں۔ اس قدر مستعدی اور چستی اور پھرتی سے کام کرتی نظر آتیں جس طرح معصوم بچے گڑے گڑیا کو سنبھالتے پھرتے ہمہ تن مشغول ہوتے ہیں۔

نسوانی امراض کے علاج کی اُنہیں بڑی مہارت تھی۔ ایسے بیماروں کے حق میں خدا تعالیٰ نے اُنہیں دستِ شفا کی ارزانی بخشی تھی۔ کسی کی تکلیف اور دُکھ کو نہ دیکھ سکتیں۔ بیتاب ہو جاتیں۔ چنیوٹ کے بڑے مندر میں ہندو عورتیں رہتی تھیں۔ ایک ہندو عورت کو چھوت والی مرض تھی۔ لوگ اُس سے نفرت کرتے اور اُسے تنگ کرتے۔ وہ باہر بیٹھی رہتی رہتی اُمّی جان نے محض للہ اُس کا علاج معالجہ

شروع کیا۔ اُس کے بازوؤں پہ کے زخموں کو روزانہ سپرٹ سے روئی کی پھریری بنا بنا کر صاف کرتیں۔ دوائی لگاتیں کافی عرصہ تیزی سے اُس کا علاج کیا۔ خدا تعالےٰ نے اُسے شفا دی پھر وہ سب مندر کی عورتوں کے ساتھ مل کر رہنے لگی۔ وہ عورت بعد میں اُمّی کے ساتھ بہت محبت سے پیش آیا کرتی تھی۔

بہت مہمان نواز تھیں اُن کی کوشش رہتی تھی کہ کوئی مہمان کھانا کھائے بغیر نہ جائے۔ ابا جان کے مہمان ہوتے تو پوری ذمہ داری سے سب کا خیال رکھتیں۔ خواہ ابا جان گھر میں ہوں یا تبلیغی دورہ پر گئے ہوں۔ اجلاس والے دن کھانا پکا کر اجلاس پر جاتیں۔ تاکہ مہمانوں کے کھانے میں دیر نہ ہو جائے۔ مہمانوں کی روانگی کے وقت خوب بھاری بھرکم توشہ دیتیں۔

میری اُمّی جان بہت بہادر اور نڈر تھیں۔ نانی جان سے سُنا کرتے تھے کہ اُمّی جان چھ برس کی تھیں ایک مرتبہ نانی جان نماز پڑھ رہی تھیں کہ اُمّی جان نے کنوئیں میں جھانکا۔ نانی جان پکڑنے کے لئے دوڑ کر گئیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ پانی کے ڈول کے ساتھ سانپ لپٹا ہوا ہے۔ اُسے اُمّی جان نے ہاتھ سے پکڑ رکھا تھا اور وہ بل کھا رہا تھا۔ یہ تو میں نے نانی جان سے سُنا تھا۔ مگر اس سے بہت بڑھ کر نڈر اُنہیں پایا۔ حیدر آباد دکن میں ایک دفعہ مکرم سید بشارت احمد صاحب مرحوم امیر جماعت کے باغ میں رات کے وقت سانپ نکل آیا۔ شور تو سب مچا رہے تھے۔ مگر اُس کے قریب جانے کی کسی کو ہمت نہ تھی۔ اُمّی جان نے لالٹین کی روشنی میں اُس سانپ کو مارا۔ [illegible] سے بھی بڑا ہولناک ایک اژدھا ہمارے ایک پڑوسی کے مکان میں نمودار ہوا۔ اُس کی پھنکاروں سے خائف ہو کر تمام گھر والے باہر نکل گئے۔ چیخ پکار اور شور مچ گیا۔ کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ اندر جا کر اُسے ختم کرے۔ میری اُمّی جان مغرب کی نماز پڑھ رہی تھیں۔ لوگوں نے آکر بتایا کہ یہ ماجرا ہے۔ اُمّی جان ایک بڑی لاٹھی ہاتھ میں لے کر گئیں۔ ہمسایہ کے گھر اکیلی جا کر سانپ کو مار دیا۔ پھر اُس جگہ آگ جلائی۔ جب گھر والوں کا خوف دُور ہوا تو وہ لوگ اپنے گھر گئے۔ ایسے ہی کارنامے دلیری سے انجام دیتی رہی ہیں جن کو بعض اوقات مرد بھی انجام دینے سے قاصر رہتے ہیں۔

صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ نے ایک لڑکی پتلی بیگم نامی کو اُمّی کے پاس علاج معالجہ کے لئے بھجوایا۔ اُس کا خاوند ملٹری میں ملازم تھا۔ سسرال والوں کا سلوک ناروا تھا۔ ماں سوتیلی ہونے کی وجہ سے باپ نہ ہونے کے برابر تھا۔ اُس کے ہاں اولاد بھی نہ تھی اس لئے سسرال والے اُس پر ظلم و ستم ڈھاتے تھے۔ اُمّی جان نے اُسے چھ ماہ اپنے پاس رکھ کر علاج کیا۔ محبت کا جذبہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں بہت دیا تھا جس میں خلوص بھی شامل تھا۔ علاج معالجہ سے پتلی بیگم کے ہاں اولاد ہوئی وہ اپنے گھر میں خوش و خرم رہنے لگی۔ اُمّی جان کے پاس جب بھی وہ آتی تین چار ماہ رہ کر جاتی۔ اُمّی جان مہمان سے کبھی اُکتاتی نہیں تھیں۔ دِل کھول کر مہمان نوازی جاری رکھتیں۔ اپنے شوہر کا بے حد احترام کرتیں بہت ہی وفا دار اطاعت گذار اور خدمت گذار رفیقۂ حیات تھیں۔ یہ بھی خدا تعالیٰ کا اُن پر فضل تھا کہ اُن کو وہ شوہر ملا جو اُن کا بہت قدر دان ہونے کے علاوہ بہت خیال رکھنے والا تھا۔ اُمّی جان کی بس یہی کوشش ہوتی تھی کہ ابا جان کو گھریلو پریشانیوں سے بچائے رکھیں۔ اور اُن کا کوئی لمحہ جو خدمتِ دین میں صرف ہو سکتا ہے ضائع نہ ہو۔ مرحومہ نے اپنی زندگی کا نصب العین ہی یہ بنا لیا تھا۔ خود اپنے آپ کو بھی واقفِ زندگی سمجھتی تھیں۔ صحت و تندرستی ہر حالت میں ابا جان کا خیال رکھتیں کھانے پینے کا لباس کا عادت و جذبات کا غرض یہ کہ کوئی ایسا پہلو نہ تھا جس کو اُنہوں نے ملحوظ نہ رکھا ہو۔ بفضلہ تعالیٰ خاکسار کو ایک ایسی ماں کے زیر سایہ تربیت پا کر پروان چڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی جو صحیح معنوں میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مبارک اِنّ الجنّۃ تحت اقدام الاُمّھات کی مصداق تھی۔ [الحمد]للہ اُمّی جان نے اِس دُنیا میں اپنے فرض کو خوب نبھایا۔ ایک مثالی زندگی پیش کی۔ اللہ تعالےٰ اُن کی اولاد کو اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ اے اللہ میری اُمّی جان پر ہزاروں ہزار رحمتیں نازل فرما اور بے شمار انعامات عطا فرما اور اپنا بہت پیار دے۔ اور میرا پیار اور سلام بھی اُمّی جان کو پہنچا دے۔

اور اے خدا ہمیں دلی صبر عطا فرما اور ہم زبان سے نہیں دِل سے کہنے والے ہوں۔ ع

راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تیری رضا ہو!

جماعت احمدیہ سیرالیون کے جلسہ سالانہ کا انعقاد (بقیہ صفحہ اوّل)

حضور نے انصار اللہ کے اجتماع کے موقع پر بھجوایا تھا۔ اس کی غیر معمولی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر وہی پیغام جلسہ سالانہ میں پڑھ کر سُنایا گیا۔ اور اس کی کاپیاں طبع کروا کر حاضرین میں تقسیم کی گئیں۔ یہ پیغام الحاج ایم کے۔ بونگے جنرل سیکرٹری نے پڑھ کر سُنایا۔ اُس کے بعد مکرم لطف الرحمٰن صاحب محمود مبلغ سلسلہ نے "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" کے موضوع پر ایک مدلل تقریر کی۔ اُس کے بعد مکرم امیر صاحب نے جماعت کی طرف سے لگائی گئی نمائش کا افتتاح فرمایا۔ بعدہٗ یہ اجلاس جمعہ کی تیاری کے لئے برخواست ہوا۔

نمازِ جمعہ مکرم امیر صاحب نے خطبہ جمعہ میں حضور انور کی سکیم داعی الی اللہ کی اہمیت اور ضرورت پر زور دیا اور اِس بات پر اطمینان کا اظہار کیا کہ احباب اِس کار خیر میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ اور یہ خوشخبری بھی سُنائی کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے اِس سال سیرالیون میں دُنیا بھر کے احمدیہ مشنوں کے مقابل پر سب سے زیادہ بیعتیں ہوئی ہیں۔ اور ہمارا مشن سب مشنوں میں اوّل رہا ہے۔ الحمد للہ۔ نماز جمعہ اور عصر جمع کر کے پڑھائی اُس کے بعد دوران سال تمام احمدی وفات شدگان سیرالیون کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

دوسرا اجلاس پہلے دن کا دوسرا اجلاس تین بجے بعد دوپہر زیر صدارت پیرامونٹ چیف مکرم ڈی۔ ڈی کالون نیشنل پریذیڈنٹ شروع ہوا۔ مکرم بابا سلیمان مانسرے نے تلاوت قرآن کریم کی اور ترجمہ پڑھ کر سُنایا۔ عزیزہ فرحت عمران نے عربی کے قصیدہ سے چند اشعار پڑھ کر سُنائے۔ اُس کے بعد خاکسار لطیف احمد شاہد نے "سیرت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ" پر تقریر کی۔ پھر مکرم جناب امیر صاحب نے سٹیج کی سیٹوں کے استحقاق کا اعلان کیا اور امتیازی طور پر اُن دو خوش نصیبوں الحاج کمارا اور مبارک احمد طاہر داعیان الی اللہ کو بھی سٹیج پر جگہ دی گئی جنہوں نے گذشتہ سال کے دوران اپنی تبلیغ سے بیس سے زیادہ افراد کو حلقہ بگوش احمدیت کرنے کی توفیق پائی تھی۔ اِس اجلاس کی آخری تقریر مکرم مولوی حنیف احمد صاحب محمود مبلغ لجاجے بو کی تھی۔

اُنہوں نے "نماز کی اہمیت" پر قرآن کریم۔ حدیث اور تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روشنی میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اور اُس کے بعد یہ اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

رات بعد نماز عشاء سکول کے احاطہ میں احمدیہ پرائمری سکول کے طلباء کا دینی پروگرام تھا بچوں نے مختلف علمی اور دینی پروگرام بڑی مہارت سے پیش کئے چنانچہ قرآن کریم کی آیات اور احادیث اور دیگر معلومات سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔

جلسے کے دوسرے دن بھی تہجد با جماعت ادا کی گئی جو مکرم معلم مصطفےٰ نے پڑھائی اور پھر مکرم عبد السلام ظافر نے فجر کی نماز کے بعد حدیث انما الاعمال بالنیات پر درس دیا۔ اُس کے بعد جماعت کے ایک پرانے لوکل مبلغ مکرم موسیٰ سودا نے ایک مختصر سی تقریر کی اور بتایا کہ کس طرح احمدیت اِس ملک میں آئی اور کن مختلف مراحل میں سے گذر کر آج خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ جماعت اب سیرالیون میں ایک تن آور درخت بن چکی ہے۔ جو دیکھنے والوں کے لئے ایک نشان ہے۔

دوسرے دن کا پہلا اجلاس دوسرے دن ۸ رفروری بروز ہفتہ ساڑھے نو بجے پہلا اجلاس پروگرام کے مطابق محترم بھائی مکرم مصطفےٰ ثابت صاحب کی زیر صدارت شروع ہونا تھا۔ مگر بعض مصروفیات کی وجہ سے وہ تشریف نہ لائے۔ لہٰذا اجلاس کی کارروائی مکرم جناب خلیل احمد صاحب مبشر کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم الحاج محمد کمانڈا بونگے نے عربی قصیدہ سے چند منتخب اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سُنائے۔ اُس کے بعد مکرم ابراہیم مصطفےٰ سیکرٹری ایجوکیشن نے دس شرائط بیعت اور اس کی تشریح اور اس سلسلہ میں احباب کی ذمہ داریوں کو تفصیل سے بیان کیا۔ اس کے بعد مکرم معلم سلیمان سانڈی صاحب نے "ظہور امام مہدیؑ" کے موضوع پر عربی میں تقریر کی جو بڑی مدلل تھی اور بہت پسند کی گئی۔ اُس کے بعد مکرم عبد السلام صاحب ظافر نے "احمدیت کا مقصد" کے موضوع پر تقریر کی۔ اور بتایا کہ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی

زبانِ مبارک سے نکلی ہوئی باقی باتیں پوری ہو گئی ہیں اسی طرح احمدیت کے مستقبل سے متعلق بیان فرمودہ عظیم الشان پیشگوئیاں بھی ایک دن ضرور پوری ہونگی اور اسلام کا سورج ایک بار پھر پوری شان سے چمکے گا۔

مالی قربانی کا ایمان افروز نظارہ

اب علمِ انعامی کے لئے ملک کے چاروں صوبوں میں مالی قربانی کے پیش کرنے کا عملی مقابلے کا پروگرام تھا۔ مگر اس سے پہلے "انفاق فی سبیل اللہ اور اس کی اہمیت" کے موضوع پر مکرم مبارک احمد صاحب طاہر پرنسپل احمدیہ سکول روکوپر نے ایک نہایت مؤثر تقریر کی اور انفاق فی سبیل اللہ کی برکات کے ساتھ ساتھ راہِ خدا پر خرچ نہ کرنے والوں کے لئے خدائی انذار کا بھی ذکر کیا۔ آپ نے قرآن کریم اور احادیث سے منشاءِ الٰہی اور احکام [illegible] پر بیان کئے کہ حاضرین ایک جوش اور ولولے کے ساتھ مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگے اور چند منٹوں میں دیکھتے ہی دیکھتے تیس ہزار لیون کی خطیر رقم سٹیج پر ڈھیر کر دی۔ مالی قربانی کا یہ نظارہ فاستبقوا الخیرات کی ایک زندہ ایمان افروز تفسیر تھی۔ ملک کے چاروں صوبے علمِ انعامی کے حصول کے لئے اپنی استطاعت سے بڑھ کر راہِ خدا میں مالی قربان کر رہے تھے اور ایک بشاشت ان کے چہروں پر تھی گویا وہ ایک بہت ہی منافع بخش تجارت کے لئے اپنے مالوں کو لٹا رہے ہیں۔

چند ہی منٹوں کے بعد جب علیحدہ علیحدہ صوبوں کی رقوم شمار کی گئیں تو معلوم ہوا کہ مشرقی صوبہ کنیما (KANEMA) کی جماعتوں نے بارہ ہزار لیون سے بھی اوپر قربانی پیش کر دی ہے۔ چنانچہ اس غیر معمولی قربانی کی بنا پر یہ صوبہ ایک سال کے لئے علمِ انعامی کا مستحق ٹھہرا۔ بارک اللہ لھم۔ اس موقع پر مکرم آپا موسیٰ سوری اور مکرم جبریل کریم کبجی اپنی اپنی لوکل زبانوں میں احباب کو مالی قربانی کی تحریک کرتے رہے۔

مالی قربانی کے اس روح پرور نظارے کے بعد دوسرے دن کا یہ پہلا اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

دوسرے دن کا دوسرا اجلاس

دوپہر

کا دوسرا اجلاس تین بجے بعد دوپہر مکرم الحاج سنفا آدم صدر جماعت گمبورکا کی زیر صدارت شروع ہوا۔ مکرم مولوی محمد طفیل صاحب گھمن مبلغ سلسلہ نے تلاوت قرآن پاک کی اور مکرم منیر احمد صاحب پرنسپل احمدیہ سکول لواجے بوئے نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ "یا عین فیض اللہ والعرفان" سے چند اشعار ترنم سے پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد مکرم ایم پی بالیو پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول فری ٹاؤن نے "سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی سیرت پاک" کے موضوع پر نہایت مؤثر تقریر کی اور اپنی ذاتی یادداشتوں سے اس عظیم انسان کی عظمت کا بہت ہی پیارے رنگ میں ذکر کیا۔ ان کی تقریر کے بعد مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب کی تقریر تھی۔ آپ نے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطور اسوۂ حسنہ" کے موضوع پر تقریر کی اور دیگر مثالوں کے علاوہ حضور پُر نور کی دائمی فیض رسانی کے لئے مامورِ زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجود پیش کیا کہ جنہوں نے دنیا کو ایک نیا ایمان دیا۔

اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم چوہدری لطیف احمد صاحب جھمٹ پرنسپل احمدیہ سکول بلاما کی تھی آپ نے "اسلام امن کا پیغامبر" کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اور قرآنی آیات، سیرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلامی تاریخ سے واقعات پیش کر کے اسلام کے اس حسن کو نمایاں کیا۔ آپ کی تقریر کے بعد یہ اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ رات کو V.C.R کے ذریعہ ٹی وی پر حضور پُر نور کی سوال و جواب کی فلم اور سیرالیون کے گذشتہ سال کے جلسے کی فلمیں دکھائی گئیں۔ جو احباب کی بڑی دلچسپی کا موجب ثابت ہوئیں۔

تیسرے روز صبح ۴½ بجے بدستور تہجد باجماعت کا پروگرام تھا۔ جو مکرم امام عبد اللہ کول نے پڑھائی بعدہٗ مکرم امیر صاحب نے نماز فجر پڑھائی اور مکرم مولوی محمد طفیل صاحب گھمن مبلغ سلسلہ نے ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس دیا۔ ازاں بعد مکرم بابا احمد کمارا امام آف روکنبی نے ایک مختصر سی تقریر کی۔

جلسہ سالانہ کا آخری اجلاس

مورخہ ... فروری

بروز اتوار ۹ بجے زیر صدارت مکرم جناب مولانا خلیل احمد صاحب مبشر امیر و مشنری انچارج سیرالیون کی صدارت میں جلسے کا آخری اجلاس شروع ہوا۔ تلاوت مکرم الحاج محمود کمانڈا بوبھے جنرل سیکرٹری نے کی۔ اس کے بعد مکرم عبد السلام صاحب ظافر نے حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب کا نعتیہ منظوم کلام "علیک الصلوٰۃ علیک السلام" نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ ازاں بعد مکرم مولوی عبد المنان صاحب طاہر نے "خلافت رابعہ کی تحریکات" کے موضوع پر تقریر کی اور دیگر مالی تحریکوں کے علاوہ "داعین الی اللہ" کی تحریک کی افادیت اور اہمیت بیان کی۔ چونکہ ملک کے ایک حصے میں ہیضہ کی بیماری کے کچھ واقعات ہوئے تھے۔ اس لئے امیر صاحب نے مکرم ڈاکٹر عبد الباری صاحب کو "وبائی ہیضہ میں احتیاطی تدابیر" کے موضوع پر تقریر کرنے کا ارشاد فرمایا۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے نہایت عمدہ اور عام فہم طریق پر احباب کو احتیاطی تدابیر سے روشناس کروایا۔ اور ازاں بعد مکرم امام الحاج عبد اللہ کول نے "کلمہ طیبہ کی برکات اور عظمت" کے موضوع پر تقریر کی اور بتایا کہ یہی وہ ابدی حقیقت ہے جس کے عرفان اور حفاظت کے لئے جملہ انبیاء و رسل مبعوث ہوتے رہے۔ اور آج اس کلمہ طیبہ کی حفاظت جماعت احمدیہ ہر قربانی دے کر کر رہی ہے۔

بعد ازاں مکرم جنرل سیکرٹری صاحب نے مشن کی سالانہ رپورٹ پیش کی جس کا خلاصہ ملک کی دو مشہور زبانوں ٹمنی اور مینڈے میں بتایا گیا۔

تقسیم انعامات اور امیر صاحب کا اختتامی خطاب

اجلاس کے آخر پر محترم مولانا خلیل احمد صاحب مبشر امیر سیرالیون نے مشرقی صوبہ کنیما کے مبلغ مکرم مولوی کرامت اللہ صاحب خادم اور جماعتی نمائندوں کو ان کی غیر معمولی قربانی پیش کرنے پر ایک سال کے لئے علمِ انعامی عطا فرمایا۔ اس کے بعد جماعتوں میں کام کرنے والے بہترین عہدیداران کو انعامات دیئے گئے۔ اور اسی طرح کامیاب داعین الی اللہ کو بھی انعامات سے نوازا۔ اور اس کے بعد آپ نے اپنا اختتامی خطاب شروع فرمایا۔

آپ نے اپنے خطاب میں بطور خاص جماعت احمدیہ میں نظام خلافت اور اس کی برکات کا ذکر کیا۔ اور فرمایا کہ خلیفۂ وقت سے عشق و محبت اور ذاتی تعلق بڑھانا ہمارے ایمان کی علامت ہے۔ آپ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی تحریک داعی الی اللہ کا ایک بار پھر سے پُر زور الفاظ میں ذکر کیا۔ اور ہر فرد جماعت کو پوری طرح تبلیغ میں جُت جانے کی اپیل کی۔ تاکہ ہم حضور انور کی زیادہ سے زیادہ دعاؤں کے وارث بن سکیں۔ اور اسلام کی عظیم فتح کا دن جلد دیکھ سکیں۔ اس کے بعد آپ نے پُر سوز دعا کروائی۔ اور دعاؤں کے ساتھ احباب جماعت کو اپنے گھروں کو رخصت کیا۔ اس طرح ہمارا یہ جلسہ سالانہ اپنی پوری شان۔ پوری کامیابی اور برکتوں اور رحمتوں کو سمیٹتا ہوا تین دن رات ذکر و اذکار اور دعاؤں سے معمور رہنے کے بعد اپنے اختتام کو پہنچا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

جلسہ میں حاضری اڑھائی ہزار سے بھی اوپر تھی اور اس دفعہ خاص طور پر غیر از جماعت دوستوں نے کثرت سے شرکت کی۔ علاوہ ازیں ہمارے سیکنڈری سکولوں سے طلباء کی نمائندہ ٹیمیں بھی جلسے میں شامل ہوئیں۔

جلسہ گاہ میں مستورات کے لئے علیحدہ نشستوں کا انتظام تھا۔ اس کے علاوہ احمدیہ سیکنڈری سکول کے ہال میں ان کے اپنے بھی علیحدہ دو اجلاس ہوئے۔ جن میں سے ایک کی صدارت محترمہ صاحبزادی امۃ الحی صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر خالد احمد صاحب عطاء نے کی اور دوسرے اجلاس کی صدارت لجنہ سیرالیون کی وائس پریذیڈنٹ مسز حبیبہ جنگورا نے کی۔ ان اجلاسوں میں مختلف احمدی مستورات نے تقاریر کیں۔ عزیزہ مبشرہ اور منودہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت مصلح موعودؓ کے منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھ کر دلوں کو گرمایا۔ اس موقع پر مستورات کی طرف سے سوا پانچ صد لیون کی خصوصی قربانی پیش کی گئی جو گذشتہ سال سے قریباً دو صد لیون زیادہ تھی۔

۹ر فروری کی رات کو مکرم امیر صاحب نے مبلغین کرام اور پرنسپلز صاحبان سے علیحدہ علیحدہ میٹنگز کیں۔ اور انکی ذمہ داریوں خاص طور پر داعی الی اللہ بننے اور بنانے پر زور دیا۔ کئی ایک نئے پروگرام اور سکولوں کے بارے میں سکیمیں زیر بحث آئیں اور نئے فیصلے کئے گئے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان تمام پروگراموں میں برکت رکھ دے۔ اور ہم سب کو خدمت اسلام از فضلِ الٰہی کے حصول کی توفیق عطا فرمائے۔ اور دین و دنیا میں سرخرو فرمائے۔ آمین۔

قارئین کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ تمام مقاصد عطا فرمائے جو ہماری زندگیوں کا مقصد اور جماعت کے قیام کا منشاء ہے۔

اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْآنِ

ہر قسم کی خیر و برکت قرآنِ مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

PHONE: 279203

THE JANTA CARDBOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.
CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.
15, PRINCEP STREET, CALCUTTA – 700072.

اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب :- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ ۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6: LOWER CHITPUR ROAD.
PH. 275475
RESI. 273903
CALCUTTA – 700073.

"میں وہی ہوں
جو وقت پر اصلاحِ خلق کے لئے بھیجا گیا"

(فتح اسلام ص۔ تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

(پیشکش)

لبرٹی بوٹ ہاؤس

نمبر ۵-۲-۱۸
فلک نما
حیدر آباد ۵۰۰۲۵۳

نسلِ انساں سے مدد اب مانگنا بے کار ہے ؎ ہے ہماری اب تری درگاہ میں یا رب پکار

بی۔ ایم الیکٹرک ورکس بمبئی

خاص طور پر ان اغراض کے لئے ہم سے رابطہ قائم کیجئے :-
- الیکٹریکل انجینئرس
- الیکٹریکل ورکنگ
- لائسنس کنٹریکٹس
- موٹر وائنڈنگ

C-10. LAXMI GOBIND APART, J.P. ROAD. VERSOVA
FOUR BUNGLOWS, ANDHERI (WEST)
574108
629389 ٹیلیفون نمبرز
BOMBAY – 58.

"AUTOCENTRE" تار کا پتہ
23-5222
23-1652 ٹیلیفون نمبرز

آٹو ٹریڈرز

۱۶۔ مینگو لین۔ کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۰۱

HM ہندوستان موٹرز لمیٹڈ کے منظور شدہ تقسیم کار HM
برائے :- ایمبسڈر • بیڈفورڈ • ٹریکر
SKF بال اور رولر ٹیپر بیرنگ کے ڈسٹری بیوٹرز
ہر قسم کی ڈیزل اور پٹرول کاروں اور ٹرکوں کے اصلی پرزہ جات دستیاب ہیں!

AUTO TRADERS

16 - MANGOE LANE, CALCUTTA – 700001

محبت سب کیلئے
نفرت کسی سے نہیں

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

پیشکش :- سن رائز ربر پروڈکٹس ۲ تپسیا روڈ۔ کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۳۹

SUNRISE RUBBER PRODUCTS

2 - TOPSIA ROAD. CALCUTTA – 700039.

پرفیکٹ ٹریول ایڈس

M/S PERFECT TRAVEL AIDS
SHED NO. C-18.
INDUSTRIAL ESTATE
MADIKERI - 571201
PHONE NO. OFFICE:- 806 RESI:- 285.

رحیم کاٹیج انڈسٹریز

RAHIM COTTAGE INDUSTRIES
17-A, RASOOL BUILDING
MOHAMEDAN CROSS LANE
MADANPURA
BOMBAY – 8.

ریگزین، فوم، چمڑے، جینس، اور ویلویٹ سے تیار کردہ بہترین، معیاری اور پائیدار سوٹ کیس
بریف کیس، سکول بیگ، ہینڈ بیگ (زنانہ و مردانہ)، ہینڈ پرس، منی پرس، اسپورٹس کور
اور بیلٹ کے مینوفیکچرس اینڈ آرڈر سپلائرز!

ہر قسم اور ہر ماڈل کے

موٹر کار، موٹر سائیکل، سکوٹرس کی خرید و فروخت
اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے

AUTOWINGS,

آٹو ونگس

13 - SANTHOME HIGH ROAD.
MADRAS – 600004.
PHONE NO. 76360
74350

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوحِیْ اِلَیْهِمْ مِنَ السَّمَآءِ

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

{ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے }

پیشکردہ { گلشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس۔ سٹاکسٹ جیون ڈریسیز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک ٧٥٦١٠٠ (اڑیسہ)

پروپرائیٹر:۔ شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر:۔ 294

اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ

بچو آگ سے خواہ ٹکڑا کھجور کا دے کر (بچو)

(محتاج دعا)

یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

(پیشکش)

SABA Traders

WHOLE SALE DEALER IN HAWAI & PVC CHAPPALS.

SHOE MARKET, NAYA POOL, HYDERABAD-500002

PHONE:- 52286O.

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

- بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ ان کی تحقیر۔
- عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خودنمائی سے ان کی تذلیل۔
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خودپسندی سے ان پر تکبر۔

(کشتی نوح)

M.MOOSA RAZA SAHEB & SONS

NO. 6, ALBERT VICTOR ROAD, FORT.

GRAM:- MOOSA RAZA }
PHONE:- 605558 } BANGALORE-2.

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد الیکٹرانکس — کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

گڈلک الیکٹرانکس — انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو۔ ٹی۔ وی اوشا پنکھوں کی سیل اور سروس نیز سلائی مشین

"قرآن شریف پر چلنا ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے" (ملفوظات جلد ہشتم ص ٣١)

فون نمبر:۔ ٣٢٩١٢ ٹیلیگرام:۔ "ALLIED"

الائیڈ پروڈکٹس

سپلائرز۔ کرسٹڈ بون۔ بون مِیل۔ بون سینیوس۔ ہارن ہوفس وغیرہ

(پتہ)

نمبر ٢٠/٣/٢/٢ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن حیدرآباد ٢٧ (آندھرا پردیش)

حیدرآباد میں

فون نمبر:۔ 42301

لیلینڈ موٹر گاڑیوں

کی اطمینان بخش، قابل بھروسہ اور معیاری سروس کا واحد مرکز

مسعود احمد ریپیرنگ ورکشاپ (آغاپورہ)

٣٨٧-١-١٦ سعید آباد۔ حیدرآباد (آندھرا پردیش)

نماز بڑے بھارے درجہ کی دعا ہے!

(ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

NIR®

CALCTTA-15

پیش کرتے ہیں:۔

آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے